

صراطِ مستقیم اور سس

(برائے خواتین)

مولانا محمد الیاس ^{محکم دلائل سے مزین} گھمن ^{بانی}

مکینہ اہل السنۃ و الجماعۃ

توجہ فرمائیں

احناف میڈیا کی طرف سے اس کتاب کو شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے

www.ahnafmedia.com

ناشر: مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

فہرست

- پیش لفظ ----- 17
- کورس کی ترتیب: ----- 17
- کورس پڑھانے کا طریقہ: ----- 18
- چند ابتدائی باتیں ----- 20
- ﴿قرآن مجید﴾ ----- 20
- پہلی بات: قرآن مجید کے متعلق بنیادی معومات ----- 20
- دوسری بات: قرآن مجید کے حقوق ----- 23
- ﴿حدیث مبارک﴾ ----- 26
- حدیث کی تعریف: ----- 26
- حدیث کی قسمیں: ----- 26
- حدیث متواتر: ----- 26
- حدیث واحد: ----- 26
- سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی ----- 28
- ﴿عقیدہ﴾ ----- 29
- سات بنیادی ایمانیات: ----- 30
- ﴿مسئلہ﴾ ----- 30
- فقہ کی تعریف: ----- 31

31 ----- شریعت کے احکام:

33 ----- ﴿مسنون دعا﴾

37 ----- پہلا سبق

37 ----- [1]: تلاوت سے پہلے تعویذ پڑھنا (از قرآن مجید)

37 ----- [2]: تلاوت سے پہلے تعویذ پڑھنا (از حدیث مبارک)

37 ----- [3]: وجود باری تعالیٰ

37 ----- [4]: نجاست کی اقسام و احکام

39 ----- [5]: سونے کی دعا

40 ----- دوسرا سبق

40 ----- [1]: تسمیہ

40 ----- [2]: امت محمدیہ کے لیے آزمائش

40 ----- [3]: تقدیس ذات و صفات باری تعالیٰ

41 ----- [4]: نجاست حکمیہ کی اقسام و احکام

42 ----- [5]: سوکر اٹھنے کی دعا

43 ----- تیسرا سبق

43 ----- [1]: باری تعالیٰ کا تعارف

43 ----- [2]: چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت

43 ----- [3]: عموم قدرت و تقدیر باری تعالیٰ

44 ----- [4]: جو ٹھے پانی کے احکام

44 ----- [5]: بیت الخلاء میں جانے کی دعا

45 ----- چوتھا سبق

45 ----- [1]: اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم مانگیے!

45 ----- [2]: آمین آہستہ کہنا

45 ----- [3]: صدق باری تعالیٰ

45 ----- [4]: پانی کے مسائل و احکام

47 ----- [5]: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

48 ----- پانچواں سبق

48 ----- [1]: معبود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے

48 ----- [2]: اسماءِ حسنیٰ

49 ----- [3]: توحید باری تعالیٰ

49 ----- [4]: پانی سے استنجا کے احکام

50 ----- [5]: وضو کے شروع اور درمیان کی دعا

51 ----- چھٹا سبق

51 ----- [1]: توحید پر استقامت اور شرک سے بیزاری

51 ----- [2]: ذکر اللہ کی فضیلت

51 ----- [3]: شرک کا بیان

52 ----- [4]: وضو کے فرائض، سنیتیں اور مستحبات

53 ----- [5]: وضو کے آخر کی دعا

54 ----- ساتواں سبق

54 ----- [1]: رزق دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہے

54 ----- [2]: طلبِ علم ایک فریضہ

54 ----- [3]: خیالات کے درجات

55 ----- [4]: مکروہات و نواقض و ضوابط

57 ----- [5]: علم نافع کے حصول کے لیے دعا

58 ----- آٹھواں سبق

58 ----- [1]: تثلیث نہیں، توحید!

58 ----- [2]: اللہ تعالیٰ کا حلم و بردباری

59 ----- [3]: اللہ کا عدل و فضل

59 ----- [4]: غسل کی اقسام

60 ----- [5]: رخصت کرتے وقت کی دعا

61 ----- نواں سبق

61 ----- [1]: پانچ باتوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے

61 ----- [2]: پردہ پوشی کی فضیلت

61 ----- [3]: اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں

62 ----- [4]: غسل کے فرائض اور سنتیں

62 ----- [5]: قرض کی ادائیگی کے لیے دعا

63 ----- دسواں سبق

63 ----- [1]: ملائکہ کی صفات

63 ----- [2]: کامل مسلمان کی علامات

63 ----- [3]: ملائکہ کے متعلق عقائد

64 ----- [4]: تیم کے مسائل و احکام

65 ----- [5]: گھر سے نکلنے کی دعا

66 ----- گیارہواں سبق

66 ----- [1]: انبیاء سابقین و کتب سابقہ

66 ----- [2]: تعداد انبیاء و رسل

67 ----- [3]: نبوت کے متعلق عقائد

68 ----- [4]: موزوں پر مسح کے احکام

69 ----- [5]: نقصان پہنچنے کے وقت کی دعا

70 ----- بارہواں سبق

70 ----- [1]: صداقتِ قرآن

70 ----- [2]: جیسے اعمال ویسے حکمران

70 ----- [3]: آسمانی کتب کے متعلق عقائد

71 ----- [4]: حیض اور استحاضہ کے احکام

74 ----- [5]: اذان کے بعد کی دعا

75 ----- تیرہواں سبق

75 ----- [1]: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات الہیہ کی بارش

75 ----- [2]: اللہ کی اطاعت تمام اطاعتوں سے بڑھ کر ہے

75 ----- [3]: عظمت انبیاء علیہم السلام و علوم نبوت

76 ----- [4]: حیض کے بقیہ احکام و مسائل

79 ----- [5]: کھانا کھاتے وقت کی دعا

80 ----- چودھواں سبق

- 80 ----- [1]: گستاخ رسول کا انجام
- 80 ----- [2]: قرآن کریم یاد کرنے کی اہمیت
- 80 ----- [3]: توہینِ رسالت اور توہینِ علمِ نبوت کا حکم
- 81 ----- [4]: نفاس کے مسائل و احکام
- 84 ----- [5]: کھانا کھانے کے بعد کی دعا

85 ----- پندرہواں سبق

- 85 ----- [1]: ختمِ نبوت (از قرآن مجید)
- 85 ----- [2]: ختمِ نبوت (از حدیث مبارک)
- 85 ----- [3]: عقیدہ ختمِ نبوت
- 86 ----- [4]: نمازوں کے مستحب اور مکروہ اوقات کا بیان
- 87 ----- [5]: نیا کپڑے پہننے کی دعا

88 ----- سوٹھواں سبق

- 88 ----- [1]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام
- 89 ----- [2]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام
- 89 ----- [3]: عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام
- 89 ----- [4]: نماز کی شرائط کا بیان
- 91 ----- [5]: مجلس سے اٹھنے کی دعا

92 ----- سترہواں سبق

- 92 ----- [1]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم:

92 ----- [2]: سماعِ صلوٰۃ و سلام

92 ----- [3]: صلوٰۃ و سلام، ذکرِ رسول، استشفاع اور عرضِ اعمال

94 ----- [4]: مکروہات نماز کا بیان

95 ----- [5]: پانی پیتے وقت کی دعا

96 ----- اٹھارہواں سبق

96 ----- [1]: معجزات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

96 ----- [2]: تہجد آٹھ رکعت مسنون ہے اور تین ہیں

97 ----- [3]: معجزہ کے متعلق عقائد

98 ----- [4]: خواتین کا طریقہ نماز

101 ----- [5]: پانی پینے کے بعد کی دعا

102 ----- انیسواں سبق

102 ----- [1]: شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

102 ----- [2]: صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند

103 ----- [3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ

103 ----- [4]: خواتین کا مسنون طریقہ نماز

106 ----- [5]: اونچی جگہوں پر چڑھتے اور نیچے اترتے وقت کی دعا

107 ----- بیسواں سبق

107 ----- [1]: صحابیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

107 ----- [2]: سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین کو تھامنے کا حکم

108 ----- [3]: خلافتِ راشدہ و مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

109-----[4]:خواتین کا مسنون طریقہ نماز

111-----[5]:بے قراری کی حالت کی دعا

112 ----- اکیسواں سبق

112-----[1]:شانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم

112-----[2]:مسنون تراویح

113-----[3]:صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق چند عقائد

114-----[4]:مرد و عورت کی نماز میں فرق

116-----[5]:دودھ پینے کی دعا

117 ----- بائیسواں سبق

117-----[1]:بدگمانی، جاسوسی اور غیبت کی ممانعت

117-----[2]:غیبت و بہتان کی حقیقت

118-----[3]:وسیلہ جائز ہے

118-----[4]:سجدہ سہو و سجدہ تلاوت کے مسائل

118-----[5]:سواری پر سوار ہونے کی دعا

119 ----- چالیسواں سبق

119-----[1]:مؤمنات کی صفات

120-----[2]:رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے

120-----[3]:اولیاء کے متعلق عقیدہ

121-----[4]:مسافر اور مریض کی نماز کے احکام

122-----[5]:سفر سے واپسی کی دعا

123 --- چوبیسواں سبق

123 ----- [1]: زنا حرام ہے

123 ----- [2]: فضیلتِ تعلیم قرآن

123 ----- [3]: تصوف و تزکیہ

125 ----- [4]: نفل نمازیں

129 ----- [5]: ملاقات کے وقت کی دعا

130 --- پچیسواں سبق

130 ----- [1]: ائمہ فقہاء کی تقلید کا ثبوت

130 ----- [2]: عظمتِ فقیہ

130 ----- [3]: اجتہاد و تقلید

131 ----- [4]: قضا نمازیں

132 ----- [5]: نماز کے بعد کی دعا

133 --- چھبیسواں سبق

133 ----- [1]: کامیابی کا معیار

133 ----- [2]: عمل سے زندگی بنتی ہے

133 ----- [3]: جنات کے بارے میں عقائد

134 ----- [4]: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

136 ----- [5]: غصے یا برے خواب کے وقت کی دعا

137 --- ستائیسواں سبق

137 ----- [1]: فرضیتِ جہاد

- 137 ----- [2]: جہاد میں خواتین کی شرکت
- 138 ----- [3]: جہاد فی سبیل اللہ؛ فضائل و احکام
- 140 ----- [4]: عورت کی تکفین کے مسائل
- 141 ----- [5]: دشمن سے مقابلے کے وقت کی دعا

142 ----- اٹھائیسواں سبق

- 142 ----- [1]: عذاب قبر کا ثبوت
- 142 ----- [2]: عذابِ قبر
- 143 ----- [3]: موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ
- 144 ----- [4]: جمعہ کے دن سے متعلق سنن و آداب
- 145 ----- [5]: مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

146 ----- انتیسواں سبق

- 146 ----- [1]: قیامت برحق ہے
- 146 ----- [2]: قیامت کے دن کی ہولناکی
- 146 ----- [3]: قیامت کے متعلق عقائد
- 148 ----- [4]: اولاد کی تربیت
- 150 ----- [5]: چھینک کے وقت کی دعا

151 ----- تیسواں سبق

- 151 ----- [1]: زکوٰۃ اور سود کا تقابل
- 151 ----- [2]: زکوٰۃ ادا کرنے پر وعید
- 152 ----- [3]: قیامت کی علامات صغریٰ

153 ----- [4]: زکوٰۃ کے مسائل و احکام

153 ----- [5]: بارش مانگنے کی دعا

154 ----- اکتیسواں سبق

154 ----- [1]: مصیبت؛ گناہ کا وبال ہے

154 ----- [2]: جس سے محبت اسی کے ساتھ انجام

154 ----- [3]: قیامت کی علاماتِ کبریٰ

155 ----- [4]: زکوٰۃ کے بقیہ احکام

157 ----- [5]: درد سے نجات کے لیے دعا

158 ----- بیسواں سبق

158 ----- [1]: رمضان کے روزے کی فرضیت

158 ----- [2]: روزہ و قرآن کی دربارِ الہی میں سفارش

159 ----- [3]: خروجِ دجال

160 ----- [4]: روزہ کے مسائل و احکام

162 ----- [5]: بے چینی کے وقت کی دعا

163 ----- تیسویں سبق

163 ----- [1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

164 ----- [2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول

164 ----- [3]: نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا عقیدہ

166 ----- [4]: گفتگو سے متعلق سنن و آداب

169 ----- [5]: اچھا سلوک کرنے والے کے لیے دعا

170 --- چونتیسواں سبق

- [1]: حج کی فرضیت ----- 170
- [2]: حج نہ کرنے پر وعید ----- 170
- [3]: خروجِ ماجون یا جوج کا عقیدہ ----- 171
- [3]: حج کے مسائل و احکام ----- 172
- [5]: نظر بد سے بچنے کے لیے دعا ----- 176

177 --- پینتیسواں سبق

- [1]: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ----- 177
- [2]: حسب استطاعت برائی کو روکنا ----- 177
- [3]: عقیدہ خروجِ دُخان یعنی دھوئیں کا ظاہر ہونا ----- 177
- [4]: حج کرنے کا طریقہ ----- 178
- [5]: برائی سے بچنے کے لیے دعا ----- 181

182 --- چھتیسواں سبق

- [1]: حقوق والدین ----- 182
- [2]: فضیلتِ دعا ----- 182
- [3]: دآبۃ الارض کا نکلنا ----- 183
- [4]: والدین کے ساتھ برتاؤ کے آداب ----- 184
- [5]: شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت کی دعا ----- 185

186 --- سینتیسواں سبق

- [1]: عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم ----- 186

188 ----- [2]: جنتی عورت کی صفات

189 ----- [3]: بقیہ علامات قیامت کا بیان

190 ----- [3]: پردہ کے مسائل و احکام

191 ----- [5]: زیادہ اجر والی دعا

193 ----- اڑتیسواں سبق

193 ----- [1]: چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے

195 ----- [2]: مصیبت کے وقت بھی پردہ لازم

195 ----- [3]: علامت قیامت؛ آگ نکلنے کا بیان

197 ----- [4]: خواتین کی زینت و آرائش کے احکام

199 ----- [5]: آئینہ دیکھنے کی دعا

200 ----- انتالیسواں سبق

200 ----- [1]: بے نکاحوں کے نکاح کرانے کا حکم

200 ----- [2]: کم خرچ والے نکاح کی فضیلت

200 ----- [3]: چند عقائد، سنت و بدعت اور بعث بعد الموت کا بیان

202 ----- [4]: خانگی زندگی کے مسائل و احکام

204 ----- [5]: مشکلات کے حل کے لیے دعا

205 ----- چالیسواں سبق

205 ----- [1]: شرعی حلالہ کا ثبوت

205 ----- [2]: تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کا حکم

206 ----- [3]: اعتبار خاتمہ کا ہے

207 ----- [4]: خانگی زندگی کے بقیہ مسائل و احکام

212 ----- [5]: حسن خاتمہ کے لیے دعا

213 ----- یادداشت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

ہر مسلمان مرد و عورت پر اتنا علم سیکھنا فرض ہے جس سے وہ اپنی یومیہ زندگی میں صبح کی بیداری سے لے کر رات سونے تک کے اعمال اور مسائل میں شرعی رہنمائی حاصل کر سکے۔ انسان کے لیے اپنے عقائد، اعمال اور اخلاق کو درست کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو۔

علمائے کرام تقریر و تحریر کے ذریعے امت کی رہنمائی کر رہے ہیں اور عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر ”صراطِ مستقیم کورس“ بھی ہے جسے بندہ نے عوام الناس کے لیے ترتیب دیا ہے۔ کورس کی ترتیب کے وقت ہمارے سامنے عوام کے لیے درج ذیل امور پیش نظر تھے:

- 1: بنیادی عقائد و نظریات سے واقف ہونا۔
- 2: عبادات مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کی ادائیگی کا طریقہ کار معلوم ہونا۔
- 3: اچھے اخلاق مثلاً صبر و شکر، عفو و حلم، سخاوت و شجاعت اور حیا و غیرہ کا حامل ہونا اور برے اخلاق مثلاً حسد و کینہ، بخل و بزدلی، کبر و عجب اور بے جا غصہ وغیرہ سے بچنا۔

- 4: اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی شریعت کے مطابق گزارنا۔
- 5: مختلف مواقع کی مسنون دعائیں یاد کرنا اور ان کا اہتمام کرنا۔

کورس کی ترتیب:

کورس چالیس اسباق پر مشتمل ہے۔ ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات 2: حدیث مبارک

3: عقیدہ 4: مسئلہ

5: مسنون دعا

ان اجزاء کے بارے میں مختصر معلومات ”چند ابتدائی باتیں“ کے عنوان سے ایک مقدمہ میں ذکر کی گئی ہیں جو اسباق شروع ہونے سے پہلے دیا گیا ہے۔

کورس پڑھانے کا طریقہ:

1: کورس کے اسباق شروع کرنے سے پہلے یہ مقدمہ ”چند ابتدائی باتیں“ پڑھا دیا جائے تاکہ عقائد اور اعمال کی اہمیت کے ساتھ ساتھ بعض اہم اصطلاحات بھی شرکاء کے سامنے آجائیں۔

2: کورس کے چالیس اسباق ہیں۔ وقت اور سہولت کے پیش نظر اسباق پڑھانے کی کوئی بھی مناسب ترتیب بنائی جاسکتی ہے۔ اگر کورس کا دورانیہ چالیس دن کا ہو تو یہ کورس ایک سبق روزانہ کی بنیاد پر چالیس دنوں میں ختم ہو سکتا ہے۔ اگر دورانیہ بیس دن کا ہو تو دو اسباق روزانہ کے حساب سے پڑھایا جاسکتا ہے۔ استاذ صاحب کو چاہیے کہ کل وقت اور روزانہ دورانیے کا تعین طلبہ کے مشورہ سے کر کے اسباق پڑھائیں۔

3: کورس پڑھانے کے لیے یومیہ وقت کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ ایک حصہ سبق پڑھانے، ایک سبق یاد کرنے اور ایک گزشتہ سبق سننے میں لگایا جائے۔ اس طرح ان شاء اللہ اچھے نتائج حاصل ہوں گے۔

4: کورس کے اختتام پر شرکاء کو ایک سند جاری کی جائے جو مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا (رابطہ نمبر: 6353540-0321) سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اسناد تقسیم کرنے کے لیے ایک تقریب منعقد کر لی جائے۔ ممکن ہو تو

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا سے رابطہ کر کے کسی استاذ یا معلمہ کو بلا لیا جائے اور اس سے ہاتھ سے اسناد تقسیم کی جائیں ورنہ مقامی سطح پر کسی عالم دین یا عالمہ کو بلا لیا جائے۔

بہنوں سے گزارش ہے کہ اگر کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ امت کو افراط و تفریط سے محفوظ فرماتے ہوئے راہِ اعتدال پر گامزن رکھے اور اس کورس سے طالبات کا استفادہ آسان فرمائے۔

آمین بجاۃ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واهل بیتہ اجمعین۔

محتاج دعا

نسر ریاض لکھنؤ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

چند ابتدائی باتیں

صراطِ مستقیم کورس کا ہر سبق ان پانچ اجزاء پر مشتمل ہے:

1: قرآن مجید کی آیت / آیات 2: حدیث مبارک

3: عقیدہ 4: مسئلہ

5: مسنون دعا

ہر جزء کے متعلق مختصر آچند باتیں پیش کی جاتی ہیں:

﴿قرآن مجید﴾

اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک اہم احسان یہ ہے کہ اس نے انسانوں اور جنات کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔ اس کتاب کو دیکھنا، اس کی تلاوت کرنا، سیکھنا سکھانا، اس پر عمل کرنا اور کسی بھی طریقے سے اس کی خدمت کرنا (حفظ، تعلیم، نشر و اشاعت وغیرہ) دنیا و آخرت میں کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید کے حوالے سے دو باتیں سمجھ لینی چاہئیں:

پہلی بات: قرآن مجید کے متعلق بنیادی معومات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو پیدا فرما کر انہیں حصول علم کے لیے تین

چیزیں عطا کی ہیں:

1: حواسِ خمسہ (دیکھنا، سنا، سونگھنا، چکھنا، چھونا)

2: عقل

3: وحی

ان تینوں کی مخصوص حدود اور دائرہ ہائے کار ہیں۔ ایک حد تک حواسِ خمسہ

سے علم حاصل کیا جاتا ہے، اس کے بعد عقل سے اور اس کے بعد وحی سے۔ وحی؛ حصولِ علم کا افضل ترین ذریعہ ہے۔ اس لیے وحی کا معنی و مفہوم، نزولِ وحی کے طریقے اور قرآن مجید کے متعلق چند بنیادی باتیں ملاحظہ ہوں:

وحی کا لغوی معنی:

أَلَّا عَلَاَهُ الْخَفِيُّ السَّرِيْعُ.

ترجمہ: کسی کو خفیہ طریقے سے اور جلدی سے کوئی چیز بتانا۔

اصطلاحی معنی:

كَلَامُ اللَّهِ الْمُنَزَّلُ عَلَى نَبِيِّهِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا کلام جو نبیوں میں سے کسی نبی پر اترا ہو۔

نزولِ وحی کے مختلف طریقے:

1: "سَلْسَلَةُ الْجَرَسِ" مسلسل گھنٹیوں جیسی آواز۔

2: جبرائیل علیہ السلام کا اپنی اصل شکل میں آنا۔

3: جبرائیل علیہ السلام کا کسی آدمی کی شکل میں آنا جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام

عموماً حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔

4: بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ کا کلام سننا جیسے معراج کے موقع پر۔

5: القاء فی القلب یعنی دل میں بات ڈالنا۔

وحی کی اقسام:

وحی کی دو قسمیں ہیں:

1: وحی متلو 2: وحی غیر متلو

وحی متلو:

اس وحی کو کہتے ہیں جس کی نماز میں تلاوت کی جاسکتی ہو یعنی قرآن مجید۔

وحی غیر متلو:

جس کی نماز میں تلاوت نہ کی جاسکتی ہو یعنی احادیث۔

وحی متلو اور غیر متلو میں فرق:

وحی متلو میں الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ وحی غیر متلو میں مفہوم یا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم کی تعریف:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام جو آسمان سے اترا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، مصاحف میں لکھا گیا اور ہم تک تو اتر کے ساتھ بغیر کسی شبہ کے پہنچا۔

قرآن کریم کی تفسیر کون کر سکتا ہے؟

کوئی آدمی صرف عربی زبان سیکھ کر یا اپنے ذاتی مطالعہ کے زور پر تفسیر نہیں کر سکتا بلکہ ایسا شخص عین ممکن ہے کہ گمراہ ہو جائے۔ قرآن کی تفسیر صرف راسخ فی العلم یعنی مضبوط علم والے علماء ہی کا کام ہے۔ چنانچہ تفسیر کرنے والے کے لیے درج ذیل علوم کا جاننا ضروری ہے۔

[1]: لغت [2]: علم نحو [3]: علم صرف [4]: علم اشتقاق

[5]: علم معانی [6]: علم بیان [7]: علم بدیع [8]: علم قرأت

[9]: علم عقائد [10]: اصول فقہ [11]: اسباب نزول [12]: ناخ و منسوخ

[13]: علم فقہ [14]: احادیث [15]: علم لدنی

مکی اور مدنی سورتوں سے مراد:

مکی سے مراد وہ سورتیں ہیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں اور مدنی سے مراد وہ سورتیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

دوسری بات: قرآن مجید کے حقوق

قرآن کریم کے تین حقوق ہیں: پڑھنا، سمجھنا اور عمل کرنا

(1): قرآن کریم کو پڑھنا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾. (الزلزلہ: 4)

ترجمہ: اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو!

اس لیے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی اور آداب کی رعایت کے

ساتھ پڑھنا چاہیے۔ چند آداب یہ ہیں:

۱: تلاوت کرنے کے لیے وضو کا ہونا مستحب اور چھونے کے لیے وضو کا ہونا

ضروری ہے۔

۲: قرآن مجید کی تعظیم کے خیال سے مسواک کرنا۔

۳: پاک اور صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کرنا۔

۴: تعویذ پڑھنا۔

۵: تسمیہ پڑھنا۔

۶: ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنا۔

۷: خوش آوازی اور لب و لہجہ کی درستگی کے ساتھ پڑھنا۔

۸: قرآن مجید رو کر پڑھنا، اگر روانہ آئے تو رونے کی کیفیت بنالینا۔

۹: تلاوت کرتے ہوئے معانی پر غور کرنا۔

۱۰: یہ تصور کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے مخاطب ہیں۔

(2): قرآن کریم کو سمجھنا

قرآن کریم کو سمجھنے کے لیے تین شرائط ہیں:

1: عربی زبانِ محاوراتِ عرب کے ساتھ آتی ہو جو کہ عربی ادب کے ساتھ آئے گی۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿حَتَّىٰ يَبْيَأَنَّ لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ کہ رمضان میں کھایا پیا کرو جب تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے جدا نہ ہو، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے اونٹ کی ایک سیاہ رسی اور دوسری سفید اپنے تکیے کے نیچے رکھی تاکہ اس کے ذریعے رات اور دن میں امتیاز کر لوں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تکیہ تو بہت لمبا چوڑا ہے۔ (کہ اس میں پورا افاق سما گیا.... یعنی تم نے سمجھا نہیں) سیاہ اور سفید ڈورے سے قرآن کا مطلب رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

(صحیح مسلم: ج 1 ص 349 باب بیان ان الذخول فی الصوم بحصل بطلوع الفجر الخ)

2: قرآنی آیات کا پس منظر، شانِ نزول معلوم ہو جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے گا۔

حضرت اسلم ابی عمران فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ سے قسطنطنیہ پر حملے کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمارے امیر لشکر حضرت عبدالرحمن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ (لڑائی کے وقت) رومی لشکر اپنے شہر کی دیوار سے چپکا ہوا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک مجاہد نے دشمنوں پر (تہا) حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر لوگ شور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ شخص اپنے ہاتھوں سے خود کو ہلاکت میں ڈال رہا ہے (حالانکہ قرآن مجید میں تو آیا ہے ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو)۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت تو ہم انصار کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی تھی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمائی

اور اسلام کو غالب فرمادیا تو ہم نے کہا کہ ہم کچھ عرصہ اپنے مال اور کاروبار کی اصلاح کے لیے گھروں میں رک جاتے ہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتادیا گیا کہ ہاتھوں سے خود کو ہلاک کرنا یہ ہے کہ ہم جہاد چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں اور اپنے اموال کی اصلاح کرتے رہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 340 باب فی قوله تعالى وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ)

3: مراد خداوندی معلوم ہو جو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے گی۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں کیا، نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایسا کون ہے جس نے اپنے اوپر (گناہ کر کے) ظلم نہیں کیا؟ فرمایا یہ بات تمہارے خیال کے مطابق نہیں ہے بلکہ "لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ" میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم لوگوں نے حضرت لقمان کی بات جو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہی تھی نہیں سنی کہ اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(3): قرآن کریم پر عمل کرنا

(صحیح البخاری: ج 1 ص 474 باب قول الله تعالى وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا)

قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے سے مقصود اس پر عمل کرنا ہے۔ قرآن کریم کے صحیح مفہوم و مراد کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے علمائے کرام کی رہنمائی ضروری ہے۔ صحیح العقیدہ عالم دین اور شیخ طریقت کی صحبت اور قلبی توجہات سے انسان میں عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿ حدیث مبارک ﴾

حدیث کی تعریف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے قول، فعل اور تقریر کو ”حدیث“ کہتے ہیں۔ نیز اس کو خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو ”قول“، عمل مبارک کو ”فعل“ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی صحابی عمل کرتا اور آپ اس پر خاموش رہتے تو اس کو ”تقریر“ کہا جاتا ہے۔ صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کا معنی بھی ایسے ہی ہے۔

حدیث کی قسمیں:

راویوں کی تعداد کے لحاظ سے حدیث کی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث متواتر یا خبر متواتر

2: حدیث واحد یا خبر واحد

حدیث متواتر:

حدیث متواتر وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں اتنے زیادہ ہوں جن کا عموماً جھوٹ پر جمع ہونا ناممکن ہو۔

حدیث واحد:

حدیث واحد وہ حدیث ہے جس کو نقل کرنے والے ہر دور میں یا کسی ایک دور میں حدیث متواتر کو نقل کرنے والوں سے کم ہوں۔

حدیث واحد کی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث مقبول

2: حدیث غیر مقبول

1: حدیث مقبول

وہ حدیث ہے جو قابل قبول ہو۔

حدیث مقبول کی تین قسمیں ہیں:

1: حدیث صحیح 2: حدیث حسن 3: حدیث مرسل

حدیث صحیح:

وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی عادل ہوں، اچھے حافظہ والے ہوں اور ان

کی روایت ان سے زیادہ ثقہ راویوں کے مخالف نہ ہو۔

حدیث حسن:

وہ حدیث ہے جس کے تمام راوی حدیث صحیح کی طرح ہوں البتہ ان کا حافظہ

نسبتاً کمزور ہو۔

حدیث مرسل:

یہ وہ حدیث ہے جس کو صحابی، تابعی یا تبع تابعی کسی واسطے سے سنے اور آگے

حدیث کو نقل کرتے وقت اس واسطے کا ذکر نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

2: حدیث غیر مقبول

یہ وہ حدیث ہے جو ناقابل قبول ہو۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

1: حدیث موضوع 2: حدیث ضعیف

حدیث موضوع:

یہ وہ حدیث ہے جو کسی نے اپنی طرف سے گھڑ کر اس کی نسبت نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دی ہو۔

حدیث ضعیف:

یہ وہ حدیث ہے جس میں حدیث صحیح اور حسن کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔
نوٹ: ضعیف حدیث عقائد و احکام میں تو قابل قبول نہیں البتہ قصص و حکایات اور فضائل میں یہ قابل قبول ہوتی ہے۔

سنت کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغت میں سنت طریق زندگی، دستور اور راستے کو کہتے ہیں۔

اصطلاح شریعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قابل اتباع قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین کے افعال بھی سنت کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کی طرح ان کی سنت پر بھی عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا عمدہ و عظیم فرمایا جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل کانپنے لگے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو جانے والے اور الوداع کہنے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہے تو آپ ہمیں کچھ وصیت فرمادیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور امیر کی اطاعت کرتے رہنا اگرچہ وہ غلام ہی کیوں نہ ہو، جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، پس تم میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا اور اس کو گرہ لگا کر ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑ کر رکھنا اور دین میں نئی پیدا ہونے والی چیزوں سے بچنا، اس لیے کہ

دین میں ہر نئی چیز پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔
(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 290 کتاب السنۃ۔ باب فی لزوم السنۃ)

فائدہ:

ہر سنت حدیث ہے مگر ہر حدیث سنت نہیں۔ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور حدیث پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا اس لیے کہ بعض احادیث ایسی ہیں جن پر عمل کرنا ممکن نہیں جیسے حدیث معراج۔ اور بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں اور امتی کے لیے جائز نہیں جیسے بیک وقت چار سے زیادہ نکاح اور بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو کسی وقتی ضرورت کے تحت بیان جواز کے لیے تھے یعنی یہ بتانے کے لیے کہ بوقت ضرورت یہ عمل کرنا بھی جائز ہے جیسے ضرورت کے وقت کھڑے ہو کر پیشاب کرنا۔

بعض احادیث میں ایسے اعمال و افعال کا ذکر ہے جو اب منسوخ ہو چکے ہیں جیسے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا۔ اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور ہم بھی اپنے آپ کو اہل السنۃ و الجماعۃ کہلاتے ہیں، اہل حدیث نہیں۔

﴿عقیدہ﴾

مسلمان کے لیے عقائد کا صحیح ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو اللہ تعالیٰ بندے کا چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی قبول فرمالتے ہیں اور اگر عقیدہ درست نہ ہو تو بڑے سے بڑا عمل بھی قبول نہیں فرماتے۔ اس لیے عقیدہ کے معاملہ میں بہت زیادہ احتیاط اور پختگی کی ضرورت ہے۔ صحیح عقائد پر کار بند رہنا اور غلط عقائد سے

اجتناب کرنا ضروری ہے۔

سات بنیادی ایمانیات:

- 1: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات پر ایمان۔
 - 2: فرشتوں پر ایمان۔
 - 3: آسمانی کتب پر ایمان۔
 - 4: انبیاء و رسل پر ایمان۔
 - 5: قیامت کے دن پر ایمان۔
 - 6: اچھی اور بری تقدیر کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے پر ایمان۔
 - 7: موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان۔
- ان تمام سے متعلق تفصیلات ان شاء اللہ آئندہ اسباق میں آرہی ہیں۔

﴿مسئلہ﴾

اعمال کی دو قسمیں ہیں:

- 1: ظاہری اعمال
- 2: باطنی اعمال

ظاہری اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے ظاہری اعضاء سے ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ۔ یہ اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے ”فقہ“ کہتے ہیں اور ان اعمال کو ”مسائل“ کا نام دیا جاتا ہے۔

باطنی اعمال سے مراد وہ کام ہیں جن کا تعلق انسان کے دل کے ساتھ ہے مثلاً صبر و شکر، عفو و حلم، سخاوت و شجاعت اور حیاء وغیرہ۔ باطنی اعمال جس فن میں بیان کیے جاتے ہیں اسے ”تصوف اور طریقت“ کہتے ہیں اور ان اعمال کو ”اخلاق“ کا نام دیا جاتا ہے۔

فقہ کی تعریف:

دین کے فروعی مسائل کو شرعی دلائل سے جاننے کا نام ”فقہ“ ہے۔
شرعی دلائل چار ہیں:

1: کتاب اللہ

2: سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

3: اجماعِ امت

4: قیاسِ شرعی

ان چاروں دلائل سے شرعی احکامات کو ثابت کیا جاتا ہے لیکن ان چاروں دلائل سے مسائل کو ثابت کرنا فقہاء کا کام ہے، عام آدمی کا نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آدمی کی ہدایت کے لیے تین چیزیں بنائی ہیں:

1: قرآن کریم

2: سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

3: ہدایت یافتہ اشخاص

شریعت کے احکام:

1: فرض

ایسا حکم جو دلیل قطعی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر ہو۔ مثلاً پانچ وقت کی نمازیں۔ فرض کی دو قسمیں ہیں:

1: فرض عین

2: فرض کفایہ

فرض عین:

ایسا حکم جو ہر مسلمان پر فرض ہو اور ہر مسلمان پر اس کو ادا کرنا ضروری ہو۔ مثلاً پانچوں نمازیں، رمضان کے روزے وغیرہ۔

فرض کفایہ:

ایسا حکم جس کو صرف چند افراد ہی ادا کر لیں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ مثلاً نماز جنازہ

2: واجب

ایسا حکم جو دلیل ظنی سے ثابت ہو، بلا عذر چھوڑنے والا گنہگار ہو اور اس کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ ہو گا۔ مثلاً: نماز وتر۔

3: سنت

ایسا فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنا معمول بنایا ہو۔

سنت کی دو قسمیں ہیں:

1: سنت مؤکدہ 2: سنت غیر مؤکدہ

سنت مؤکدہ:

ایسا فعل جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بلا عذر نہ چھوڑا ہو۔ اس کو بلا عذر جان بوجھ کر چھوڑنے والا ملامت کا مستحق اور گنہگار ہو گا۔ مثلاً فجر اور ظہر کی سنتیں۔

سنت غیر مؤکدہ:

وہ فعل جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکثر کیا ہو اور کبھی کبھی بلا عذر چھوڑا ہو، مثلاً عصر اور عشاء کی پہلی چار سنتیں۔

4: مستحب

وہ عمل ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو۔ اس کو کرنے سے ثواب ملتا ہے اور نہ کرنے سے گناہ نہیں ہوتا۔ مثلاً نوافل وغیرہ۔

5: حرام

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو، اس کو بلا عذر کرنے

والا گنہگار ہو گا اور اس کو حلال سمجھنے والا کافر ہو گا۔ مثلاً شراب پینا، جھوٹ بولنا وغیرہ۔

6: مکروہ تحریمی

وہ فعل ہے جس کی ممانعت دلیل ظنی سے ثابت ہو، اس کا کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور اس کو حلال جاننے والا کافر نہیں بلکہ گمراہ ہوتا ہے۔ مثلاً امام سے پہلے سجدہ یار کو ع کرنا۔

7: مکروہ تنزیہی

وہ فعل ہے جس کا کرنا شریعت میں اچھا نہ سمجھا جائے اور نہ کرنا بہتر سمجھا جائے۔ مثلاً نماز کی پہلی رکعت ثناء کے بجائے سورت فاتحہ سے شروع کرنا۔

8: مباح

وہ فعل ہے جس کے کرنے سے نہ ہی گناہ ہوتا ہے اور نہ ہی ثواب مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ۔

﴿مسنون دعا﴾

اللہ تعالیٰ ہی سے اپنی تمام تر حاجات اور ساری ضروریات (خواہ ان کا تعلق دنیا سے ہو یا آخرت سے) مانگنا شریعت میں ”دعا“ کہلاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دعا کے فضائل و احکام بہت زیادہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ جب کسی پر اپنا کرم فرماتے ہیں تو اس کو اپنی ذات سے دعا مانگنے کی توفیق نصیب فرماتے ہیں۔ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ضروریات سے بے نیاز ہو ان کا تعلق خواہ دنیا کی ضروریات سے ہو یا آخرت کی ضروریات سے ہو۔

انسان کو ہدایت، نعمت، عزت، رزق، شہرت، مال و دولت اور وسائل درکار ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا کی خوشیاں حاصل کر سکے اور ایسے اسباب سے بچاؤ کی

بھی ضرورت ہوتی ہے جن کی وجہ سے خوشیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح آخرت میں اللہ کے انعام و اکرام، ابدی کامیابی، دائمی خوشیاں، جنت اور رضائے الہی کی ضرورت ہوگی جو محض اس کے فضل و احسان، شفاعت اور ایمان کی سلامتی کے ساتھ نیک اعمال کی کثرت سے نصیب ہوگی اور یہ سب خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہیں۔ اس لیے اسی ذات سے مانگنے کا حکم قرآن کریم اور متعدد احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَخْضَبْ عَلَيْهِ".

(جامع الترمذی: ابواب الدعوات باب ما جاء في فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر ناراض ہوتے ہیں۔

یہ دستورِ دنیا کے بالکل برعکس ہے کیونکہ دنیا والوں سے مانگو تو ناراض اور نہ مانگو تو خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت کے لطف و کرم کے استحضار، قبولیت کے یقین اور اپنی عاجزی و نیاز مندی کا احساس کرتے ہوئے دعا مانگنی چاہیے۔

شریعتِ مطہرہ میں مختلف مواقع کی دعائیں منقول ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ ان کا خصوصی اہتمام کرے۔ اس کے علاوہ اپنی ضرورت و حاجت کے پیش نظر موقع بہ موقع دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمائیں کہ مختلف حالتوں میں دعا مانگنے کے طریقے بھی مختلف ہیں:

ان مواقع پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگیں:

بعض مقامات ایسے ہیں کہ جہاں ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگی جاتی ہے جیسے صبح

اٹھتے وقت کی دعا، بیت الخلاء جاتے وقت کی دعا، وہاں سے نکلنے کے وقت کی دعا، وضو شروع کرتے وقت اور وضو کے بعد کی دعا، اذان کے بعد کی دعا، گھر سے نکلنے کی دعا، گھر میں داخل ہونے کی دعا، مسجد داخل ہونے کی دعا، مسجد سے باہر نکلنے کی دعا، بازار میں داخل ہونے کی دعا، کھانا کھانے کی دعا، دودھ پینے کی دعا، میاں بیوی کے ملاپ کے وقت کی دعا، رات کو سوتے وقت کی دعا وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح حالتِ نماز میں کی جانے والی دعائیں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔
قیام میں سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے جو ایک دعا ہے لیکن اس میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے۔

نفل نماز کے سجدوں میں اگر دعا کرنی ہو تو ہاتھ اٹھائے بغیر کرنی ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ. فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ"

(صحیح مسلم: باب ما یقال فی الركوع والسجود)

ترجمہ: بندے کو اپنے رب کی اس وقت زیادہ قربت نصیب ہوتی ہے جب وہ سجدے کی حالت میں ہو اس لیے (اس حالت میں) کثرت کے ساتھ دعا مانگو۔

اسی طرح دو سجدوں کے درمیانی وقت میں بھی دعا کے مختلف الفاظ احادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ مثلاً "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي"
[ترجمہ: اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، میرے نقصان کو پورا فرما، مجھے عافیت نصیب فرما، مجھے ہدایت نصیب فرما اور مجھے رزق عطا فرما]

(جامع الترمذی: باب ما یقول بین السجدتین)

لیکن یہاں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنی ہے، ہاتھ اٹھا کر نہیں مانگنی۔ سجدوں

میں اور سجدوں کے درمیان جو دعائیں منقول ہیں وہ نقلی نمازوں میں پڑھی جائیں۔
اسی طرح تشہد کے بعد پڑھی جانے والی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھائے
جاتے۔

ان مواقع پر ہاتھ اٹھا کر دعائیں:

بعض مقامات ایسے ہیں جہاں ہاتھ اٹھا کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں۔ جیسے فرض نمازوں
کے بعد (سوائے جنازہ کے)، میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد، دینی مجالس کے
اختتام پر، حادثات سے حفاظت کے لیے، خیر و برکت کے لیے، اپنی حاجات کو مانگنے
کے لیے دن رات کے کسی بھی حصے میں وغیرہ۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہاتھ اٹھا کر
دعائیں مانگنے کا بھی ثبوت موجود ہے۔

فائدہ: عموماً ہر وہ مقام جہاں پر دعا کے الفاظ متعین ہیں وہاں پر ہاتھ اٹھائے بغیر دعا
مانگنا ثابت ہے اور جہاں دعا کے الفاظ متعین نہیں وہاں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگنا ثابت ہے۔

پہلا سبق

[1]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا (از قرآن مجید)

﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ﴾

(النحل: 98)

ترجمہ: چنانچہ آپ جب قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

اس حکم پر عمل کرتے ہوئے تلاوت قرآن شروع کرتے وقت ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنا چاہیے۔

[2]: تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھنا (از حدیث مبارک)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ: "أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ".

(مصنف عبد الرزاق: ج 2 ص 56 کتاب الصلوة، باب متى يستعيز)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت سے پہلے ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھتے تھے۔

[3]: وجود باری تعالیٰ

کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

[4]: نجاست کی اقسام و احکام

”نجاست“ ناپاکی اور گندگی کو کہتے ہیں۔

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاستِ حقیقیہ 2: نجاستِ حکمیہ

1: نجاستِ حقیقیہ

وہ نجاست جو نظر آنے والی ہو۔ جیسے شراب اور پاخانہ وغیرہ۔

2: نجاستِ حکمیہ

وہ نجاست جو نہ نظر آنے والی ہو۔ جیسے بے وضو ہونے کی حالت۔

نجاستِ حقیقیہ کی قسمیں:

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: نجاستِ غلیظہ 2: نجاستِ خفیفہ

1: نجاستِ غلیظہ

یہ وہ نجاست ہے جس کی ناپاکی زیادہ سخت ہو اور اس کی بہت تھوڑی مقدار معاف ہو۔ مثلاً شراب، انسان کا پیشاب، پاخانہ، خون، منی نجس ہیں، مرغی اور مرغابی اور بطخ کی بیٹ بھی نجس ہے اور حرام جانوروں کا پیشاب بھی نجس ہے۔
حکم: نجاستِ غلیظہ بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو دیکھا جائے اگر ایک درہم (تقریباً ایک انچ قطر) کے برابر یا اس سے کم ہے تو معاف ہے۔ اگر ایک درہم سے زیادہ ہے تو معاف نہیں۔

2: نجاستِ خفیفہ

یہ وہ نجاست ہے جس کی ناپاکی قدرے کم ہو اور اس کی زیادہ مقدار معاف ہو۔ مثلاً تمام حرام پرندوں کی بیٹ اور تمام حلال جانوروں کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔

حکم: نجاستِ خفیفہ کپڑے یا بدن کے چوتھائی حصے کے برابر یا اس سے زیادہ لگی ہو

تو معاف نہیں، اگر چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے۔

فائدہ نمبر 1:

نجاست حقیقیہ کو زائل کرنے کی دو شرطیں ہیں:

- 1: بدن یا لباس پر جہاں نجاست لگی ہو، اس جگہ سے نجاست اتار لیں۔
- 2: جہاں سے نجاست اتاری ہے اس جگہ کو اچھی طرح دھولیں۔

فائدہ نمبر 2:

اشیاء چونکہ مختلف طرح کی ہوتی ہیں اس لیے اگر نجس ہو جائیں تو انہیں دھونے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ چنانچہ جو چیزیں نجاست چوس لیتی ہیں جیسے کپڑے وغیرہ تو ان کو دھونے میں دو کام کرنے ضروری ہیں:

1: نجاست کو اتار کر تین بار دھونا۔

2: ہر بار نچوڑنا۔

جو چیزیں نچوڑنے سے نہ نچڑیں جیسے قالین اور مٹی کے برتن وغیرہ تو ان کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو اچھی طرح تین بار دھوئیں اور جو چیزیں نجاست کو نہیں چوستیں ان کو مٹی وغیرہ سے رگڑ کر صاف کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً جوتا، چمڑا وغیرہ۔

[5]: سونے کی دعا

اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَى.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 934 کتاب الدعوات باب وضع اليد تحت الخد اليميني)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا ہی نام لے کر سوتی اور اٹھتی ہوں۔

دوسرا سبق

[1]: تسمیہ

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔
 ”تسمیہ“ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن حکیم کی ایک آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فرق کے لیے نازل کی گئی ہے اور یہ کسی خاص صورت کے شروع کا حصہ نہیں ہے۔ آیت یہ ایک ہی ہے البتہ 114 میں سے 113 سورتوں کے شروع میں سورتوں کے درمیان فاصلے کے لیے لکھی اور پڑھی جاتی ہے۔ ایک سورۃ البرآة (سورۃ توبہ) کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پیچھے سے تلاوت کرتے آرہے ہوں تو یہاں بسم اللہ نہیں پڑھیں گے اور اگر تلاوت شروع ہی یہاں سے کر رہے ہوں تو بسم اللہ پڑھیں گے۔

[2]: امت محمدیہ کے لیے آزمائش

عَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ أُمَّتِي الْمَالُ".

(سنن الترمذی: ج 2 ص 59 کتاب الزهد باب ما جاء أن فتنة هذه الأمة في المال)

ترجمہ: حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: یقیناً ہر امت کے لیے ایک آزمائش رہی ہے اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔

[3]: تقدیس ذات و صفات باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جسم، اعضائے جسم (جیسے ہاتھ، چہرہ، پنڈلیاں اور انگلیاں وغیرہ) اور لوازمِ جسم (جیسے کھانے، پینے، اترنے، چڑھنے اور دوڑنے وغیرہ) سے بھی پاک ہیں۔ قرآن و حدیث میں جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف اعضائے جسم یا مخلوق کی صفات کی نسبت ہے، وہاں ظاہری معانی بالاتفاق مراد نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کی تعبیرات ہیں۔ پھر متقدمین کے نزدیک وہ صفات متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت اور مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا جبکہ متاخرین کے نزدیک ان کی حقیقت و مراد درجہ ظن میں معلوم ہے جیسے ”ید اللہ“ سے مراد قدرت باری تعالیٰ اور ”اترنے“ سے مراد رحمت کا متوجہ ہونا۔

[4]: نجاست حکمیہ کی اقسام و احکام

اس کی دو قسمیں ہیں:

1: حدث اصغر 2: حدث اکبر

(1) حدث اصغر

چھوٹی نجاست کو کہتے ہیں اور یہ بے وضو ہو جانے سے لاحق ہو جاتی ہے۔ حدث اصغر کو دور کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: وضو کرنا 2: اگر پانی استعمال کرنے پر قادر نہ ہو تو تیمم کرنا

(2) حدث اکبر

بڑی نجاست کو کہتے ہیں اور یہ تین طریقوں سے لاحق ہوتی ہے۔

1: جنابت

یعنی شہوت کے ساتھ منی اپنی جگہ سے خارج ہو کر جسم سے باہر نکل آئے۔

2: حیض

یعنی بالغہ عورت کو ہر ماہ آنے والا خون جو کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ

دس دن ہوتا ہے۔

3: نفاس

زچگی (یعنی بچے کی ولادت) کے بعد آنے والا خون جس کی کم از کم مقدار مقرر نہیں اور زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہو سکتا ہے۔
♦ حدث اکبر سے پاک ہونے کے دو طریقے ہیں:

1: غسل کرنا

2: اگر پانی استعمال کرنے پر قادر نہ ہو تو تیمم کرنا

[5]: سو کر اٹھنے کی دعا

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ.

(صحیح البخاری: ج 3 ص 934 کتاب الدعوات باب ما یقول اذا نام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں نیند کے بعد جگایا اور اسی کے پاس (ہم سب نے) اکٹھے ہونا ہے۔

تیسرا سبق

[1]: باری تعالیٰ کا تعارف

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○﴾

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

[2]: چالیس احادیث یاد کرنے کی فضیلت

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيدًا."

(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 240 باب فی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری امت کے دینی امور کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ بنا کر اٹھائیں گے اور میں قیامت کے دن اس کے لیے سفارش کروں گا اور (اس کے حق میں) گواہی دوں گا۔

[3]: عموم قدرت و تقدیر باری تعالیٰ

عموم قدرت باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے فیصلوں کے تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔

تقدیر باری تعالیٰ:

اس عالم میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہو گا وہ سب کچھ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ہر چیز کو پیدا فرماتے ہیں۔ تقدیر؛ علم الہی کا نام ہے نہ کہ امر الہی کا۔

[4]: جوٹھے پانی کے احکام

جو حکم جاندار کے گوشت کا ہے وہی حکم اس کے پسینے، لعاب اور جوٹھے کا

ہے۔

- 1: انسان اور گھوڑے کا پسینہ، لعاب اور جوٹھا پاک ہے۔
- 2: بلی کا جوٹھا پاک ہے لیکن اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔
- 3: چوہے، سانپ اور چھپکلی وغیرہ کا جوٹھا مکروہ ہے۔
- 4: گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے یعنی پاک تو ہے لیکن اس بات میں شک ہے کہ اس سے طہارت حاصل ہوتی ہے یا نہیں!

[5]: بیت الخلاء میں جانے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الخُبْثِ وَالخُبَائِثِ.

(کتاب الدعاء للطبرانی: ص 132 باب القول عند دخول الخلاء)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! میں شریر جنوں اور جنیوں سے تیری پناہ مانگتی

ہوں۔

چوتھا سبق

[1]: اللہ تعالیٰ سے صراطِ مستقیم مانگیے!

﴿هُدًى لَنَا الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۗ غَيْرِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝﴾

ترجمہ: (اے اللہ!) ہمیں سیدھے راستے پر چلا، ان لوگوں کے راستے پر جن پر تو نے انعام کیا، نہ کہ ان لوگوں کے راستے پر جن پر غضب کیا گیا اور نہ ہی ان کے راستے پر جو گمراہ ہوئے۔

[2]: آمین آہستہ کہنا

عَنْ وَائِلِ بْنِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ قَالَ: "أَمِينَ"، خَفَضَ
بِهَا صَوْتَهُ. (مسند ابی داؤد الطیالسی: ج 1 ص 577 حدیث نمبر 1117)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ آواز سے آمین کہا۔

[3]: صدق باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کا کلام سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جھوٹ کا وہم رکھنا بھی کفر ہے۔

[4]: پانی کے مسائل و احکام

پانی کی دو قسمیں ہیں:

1: مطلق پانی
2: مقید پانی

1: مطلق پانی (عام پانی)

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں آئے جیسے کنویں کا پانی وغیرہ۔

2: مقید پانی

یہ وہ پانی ہے کہ جب پانی کا لفظ بولا جائے تو فوراً وہی پانی ذہن میں نہ آئے جیسے عرق گلاب وغیرہ۔ اس قسم کے پانی سے نجاست تو دور کی جاسکتی ہے لیکن وضو و غسل وغیرہ کرنا درست نہیں۔

مطلق پانی کی قسمیں:

اس کی چار قسمیں ہیں:

- 1: آسمان سے برسنے والا پانی
- 2: زمین سے نکلنے والا پانی
- 3: سمندر اور دریا کا پانی
- 4: برف سے پگھلنے والا پانی

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی قسمیں:

حکم کے اعتبار سے مطلق پانی کی پانچ (5) قسمیں ہیں:

(1) طاہر مطہر غیر مکروہ:

یہ وہ پانی ہے جو خود پاک ہو اور دوسروں کو بلا کر اہت پاک کرنے والا ہو جیسے بارش، دریا، ندی، نالہ، سمندر، چشمہ، کنویں وغیرہ کا پانی۔ اس سے وضو اور غسل کرنا اور ہر طرح کی نجاست دور کرنا جائز ہے۔

(2) طاہر مطہر مکروہ:

یہ وہ پانی ہے جو خود پاک ہو مگر پہلی قسم کے پانی کے ہوتے ہوئے اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اگر وہ پانی نہ ہو بلکہ صرف یہی پانی ہو تو اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ نہیں۔ جیسے بلی کا جھوٹا پانی یا وہ قلیل پانی جس میں آدمی کا

تھوک یا ناک کی ریوٹ مل گئی ہو۔

(3) طاہر غیر مطہر:

یہ وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس سے وضو یا غسل جائز نہیں جیسے مستعمل پانی۔ مستعمل پانی اس پانی کو کہتے ہیں جس سے طہارت حاصل کرنے کی نیت سے وضو یا غسل کیا گیا ہو یا ثواب کی نیت سے بدن پر استعمال کیا گیا ہو (یعنی اس سے وضو پر وضو کیا گیا ہو) لہذا اگر کوئی شخص محض وضو سکھانے کے لیے کسی کو وضو کر کے دکھائے تو یہ استعمال شدہ پانی؛ مستعمل نہیں کہلائے گا۔

(4) طاہر مشکوک:

یہ وہ پانی ہے جو خود تو پاک ہو لیکن اس کا مطہر یا غیر مطہر ہونا یقینی نہ ہو جیسے گدھے یا خچر کا جوٹھا۔ اگر اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہ ہو تو اسی سے وضو اور غسل کر لیں اور تیمم بھی کر لیں لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود ہو تو اس سے طہارت حاصل کرنا مکروہ ہے۔

(5) نجس:

یہ وہ پانی ہے جس میں کوئی ناپاک چیز شامل ہو جائے جیسے پانی میں شراب گر جائے یا کوئی اور نجاست گر جائے۔ اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں اور ناپاک چیزیں بھی اس سے پاک نہیں ہوتیں۔

[5]: بیت الخلاء سے نکلنے کی دعا

غُفِرَ اِنَّكَ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّيْ الْاَذَى وَ عَافَانِيْ.

(سنن ابن ماجہ: ص 26 ابواب الطہارۃ و سنن اباب مایقول اذا خرج من الخلاء)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری بخشش کا سوال کرتی ہوں، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف کو دور کر کے مجھے عافیت بخشی۔

پانچواں سبق

[1]: معبود حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿وَالْهُكْمُ إِلَهٌُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾

(البقرہ: 163)

ترجمہ: اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

[2]: اسماءِ حسنیٰ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا؛ إِلَّا وَاحِدَةً مَن أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ."

(سنن الترمذی: ج 2 ص 88 کتاب الدعوات)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو آدمی ان کو یاد کر لے گا جنت میں داخل ہو گا۔

وہ مبارک نام یہ ہیں:

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهِيبُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ
الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ
الْمُنِذِرُ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكِيمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ
الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ الْمُبْقِيتُ الْحَسِيدُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ
الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ الْوَكِيلُ

الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِي الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ
الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ
الْمُؤَخِّرُ الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُبْتَعَالُ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ
الْعَفُوُّ الرَّؤُوفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ
الْمُبْعَى الْمَبْنَعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ
الصَّبُوْرُ.

[3]: توحید باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے، کسی کے باپ ہیں نہ بیٹے، کائنات کا ہر ذرہ ان کا محتاج ہے، وہ کسی کے محتاج نہیں اور کل جہان کے خالق و مالک ہیں۔

[4]: پانی سے استنجا کے احکام

استنجا کی چار قسمیں ہیں:

1: فرض

جب پیشاب یا پاخانہ اپنے مقام کے علاوہ کسی اور جگہ پر لگے اور اس کی مقدار ایک درہم (تقریباً ایک انچ قطر) سے زیادہ ہو تو استنجا کرنا فرض ہو گا۔

2: واجب

جب پیشاب یا پاخانہ نکلنے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر نجاست ایک درہم کے برابر لگے تو استنجا کرنا واجب ہو گا۔

3: سنت

جب پیشاب یا پاخانہ نکلنے کی جگہ کے علاوہ کسی اور جگہ پر ایک درہم سے کم مقدار میں لگے تو استنجا کرنا سنت ہو گا۔

4: بدعت

بغیر کسی وجہ کے استنجا کرتے رہنا، مثلاً ہوا کے خارج ہونے پر استنجا کرنا وغیرہ

[5]: وضو کے شروع اور درمیان کی دعا

شروع کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

(عمل ایوم والليلة لابن السنی: ص 19 باب کیف التسمیة علی الوضوء)

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

درمیان کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ.

(عمل ایوم والليلة لابن السنی: ص 20 باب ما یقول بین ظہرائی وضوء)

ترجمہ: اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو کشادہ فرما اور میرے رزق

میں برکت عطا فرما۔

چھٹا سبق

[1]: توحید پر استقامت اور شرک سے بیزاری

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ وَلَا آتَا عَابِدًا مَا عَبَدْتُمْ ۝ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۝﴾

ترجمہ: کہہ دیجیے اے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور میں اس کی عبادت کرنے والا نہیں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور جس کی عبادت میں کرتا ہوں تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

[2]: ذکر اللہ کی فضیلت

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
مَثَلُ الذِّمِّيِّ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالذِّمِّيِّ لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ."

(صحیح البخاری: ج 2 ص 498 کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ عزوجل)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

[3]: شرک کا بیان

شرک یہ تو ہے ہی کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے لیکن شرک بس اسی پر موقوف نہیں ہے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ نے اپنی ذات والاصفات کے لیے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں کے لئے بندگی کی علامتیں

قرار دی ہیں انہیں غیروں کے لیے بجالایا جائے۔

شرک کی کئی صورتیں ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً: عیسائیوں اور مجوسیوں کی طرح دیوا زاد خدا ماننا۔

2: کسی بھی بندے کے لیے ان غیب کی باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کی عطا سے ماننا جن کے بارے میں قرآن و حدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ مثلاً: یہ علم کہ قیامت کب آئے گی؟ وغیرہ۔

3: کسی بندے میں تصرف و قدرت کو اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھے اور ساتھ یہ مانے کہ اس کا کسی کو نفع یا نقصان پہنچانا اللہ تعالیٰ کی مرضی اور ارادہ کا پابند نہیں ہے۔ اسی طرح رکوع و سجدہ وغیرہ جیسے افعال کسی مخلوق کے لیے عبادت کے طور پر نہیں بلکہ صرف تعظیم کے طور پر کرنا۔ اس کو ”فسقیہ شرک“ کہتے ہیں۔ پھر شریک کرنے میں نبی، ولی، جن، شیطان وغیرہ سب برابر ہیں جس سے بھی یہ معاملہ کیا جائے گا، شرک ہو گا اور کرنے والا مشرک ہو گا۔

[4]: وضو کے فرائض، سنتیں اور مستحبات

وضو کے فرائض:

1: چہرہ دھونا

2: کہنیوں سمیت بازوؤں کو دھونا

3: چوتھائی سر کا مسح کرنا

4: ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا

وضو کی سنتیں:

1: نیت کرنا

2: بسم اللہ پڑھنا

3: دونوں ہاتھوں کو دھونا

4: مسواک کرنا

5: کلی کرنا

6: ناک میں پانی ڈالنا

7: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا

8: تمام اعضاء کو تین بار دھونا

9: پورے سر کا مسح کرنا 10: کانوں کا مسح کرنا

11: ترتیب سے وضو کرنا 12: پے درپے وضو کرنا۔

نوٹ: وضو میں کوئی چیز واجب نہیں۔

فائدہ: وضو کے فرائض پورے ہونے کی دو شرطیں ہیں:

1: اعضاء پر اتنا پانی بہانا کہ قطرات گرنے لگیں، لہذا اعضاء کو صرف تر کر لینا کافی نہیں۔

2: پانی کے جسم پر پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ہو۔ لہذا اگر کسی کے ہاتھوں پر ناخن

پالش یا پینٹ وغیرہ لگا رہے تو اس کا وضو نہ ہوگا۔

وضو کے مستحبات و آداب:

1: قبلہ رخ بیٹھنا 2: ہر عضو دھوتے ہوئے کلمہ شہادت پڑھنا

3: اعضاء کو دائیں جانب سے دھونا 4: اعضاء وضو کو مل کر دھونا

5: اعضاء وضو کو مبالغہ سے دھونا 6: چھنگلیا کا کان میں داخل کرنا

7: گردن کا مسح کرنا 8: بچا ہو اپانی کھڑے ہو کر پینا

9: وضو کے بعد دعا پڑھنا 10: پانی ضائع نہ کرنا

[5]: وضو کے آخر کی دعا

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

(سنن الترمذی: ج 1 ص 18 باب فیما یقال بعد الوضوء)

ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی

شریک نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور

رسول ہیں۔ اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں

میں سے بنا دے۔

ساتواں سبق

[1]: رزق دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ ہے

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾

(الروم: 37)

ترجمہ: کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے، بیشک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

[2]: طلبِ علم ایک فریضہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِيهِ كَمَقْلَبِ الْحَنَازِيرِ الْجَوْهَرِ وَاللُّؤْلُؤِ وَالذَّهَبِ."

(سنن ابن ماجہ: ص 20 باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ علم کو نا اہلوں کے سپرد کرنے والا ایسے ہی ہے جیسے خنزیروں کو ہیرے، جواہرات اور سونے کے ہار پہنانے والا۔

[3]: خیالات کے درجات

دل میں کسی بات کا خیال آنے کے پانچ درجے ہیں:

1: ہاجس: کسی بات کا خیال دل میں اضطراراً (بے اختیار) آجانا۔

2: خاطر: کسی بات کا خیال دل میں قصداً آنا۔

3: حدیثِ نفس: تردد کی کیفیت ہونا کہ یہ کام کروں کہ نہ کروں!؟

4: ہم: اس تردد میں کسی ایک جانب کو ترجیح دینا۔

5: عزم: ایک جانب ترجیح دے کر اسے اتنی تقویت دینا کہ اگر رکاوٹ نہ

ہو تو گزرے۔

پہلے تین درجات ہاجس، خاطر اور حدیثِ نفس پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا، ہم (یعنی چوتھے درجے) میں اگر جانب واحد کی ترجیح خیر اور نیکی کی طرف ہے تو ثواب مرتب ہوگا، اگر ترجیح شر اور گناہ کی طرف ہوگی تو تب تک مواخذہ نہیں جب تک کہ عزم نہ بنے، گویا نیکی کے ارادے میں ہم و عزم (چوتھا اور پانچواں درجہ) دونوں پر ثواب اور عملاً نیکی کرنے پر دس گنا ثواب ہے جبکہ گناہ کے معاملے میں ہم (چوتھے درجے) پر کوئی مواخذہ نہیں البتہ عزم (پانچویں درجے) پر مواخذہ ہے۔

[4]: مکروہات و نواقض وضو

مکروہاتِ وضو

1: وضو کے دوران دنیاوی باتیں کرنا۔

2: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے منہ پر ہاتھ مارنا۔

3: چہرہ دھوتے ہوئے زور سے آنکھیں بند کرنا۔

4: پانی استعمال کرنے میں زیادہ کنجوسی کرنا۔

5: پانی ضرورت سے زیادہ استعمال کرنا۔

نواقضِ وضو:

[1]: پیشاب یا خانہ کرنا

[2]: ہوا خارج ہونا

[3]: خون کا جسم سے نکل کر ایسے حصے کی طرف بہنا جسے وضو یا غسل میں

دھونا فرض ہو

- [4]: تے کرنا
- [5]: پاگل ہو جانا
- [6]: بے ہوش ہو جانا
- [7]: سو جانا
- [8]: بالغ مرد یا عورت کا رکوع اور سجدے والی نماز میں بیداری کی حالت میں تہقہہ لگا کر ہنسنا
- [9]: خونِ استحاضہ کا جاری ہونا

فائدہ نمبر 1: تے تین قسم کی ہوتی ہے:

- 1: کھانے پینے کی
- 2: خون کی
- 3: بلغم کی

ان کا حکم یہ ہے کہ کھانے پینے کی تے اگر منہ بھر کر آئے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جبے ہوئے خون کی تے اگر منہ بھر کر آئے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح اگر پتلے خون کا ایک قطرہ بھی آجائے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ صرف بلغم کے آنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ نمبر 2: ہنسی کی تین قسمیں ہیں:

- 1: تبسم.... بغیر آواز کے مسکرائنا
- 2: خنک.... ایسی آواز سے ہنسا کہ ساتھ والے کو آواز نہ سنائی دے۔
- 3: تہقہہ.... ایسی آواز سے ہنسا کہ ساتھ والا بھی سن لے۔

ان کا حکم یہ ہے کہ ”تہقہہ“ لگانے سے وضو اور نماز دونوں ٹوٹ جاتے ہیں،

”ضحک“ سے نماز تو ٹوٹ جاتی ہے لیکن وضو نہیں ٹوٹتا اور ”تبسم“ سے نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضو۔

[5]: علم نافع کے حصول کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اِنْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
عَلَى كُلِّ حَالٍ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 517 کتاب الدعوات باب العفو والعافیۃ)

ترجمہ: اے اللہ! جو علم تو نے مجھے سکھایا ہے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے نفع دینے والا علم عطا فرما اور میرے علم میں اضافہ فرما، ہر حال میں تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

آٹھواں سبق

[1]: تثلیث نہیں، توحید!

﴿يَا هَلْ الْكِتَابَ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ فَأَمْنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انْتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾

(النساء: 171)

ترجمہ: اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق بات کے علاوہ کوئی بات نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ ابن مریم تو محض اللہ کے رسول تھے اور اللہ کا ایک کلمہ تھا جو اس نے مریم تک پہنچایا تھا اور ایک روح تھی جو اسی کی طرف سے تھی۔ اس لئے اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور یہ مت کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ ایسا کہنے سے باز آ جاؤ کہ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ایک ہی معبود ہے، اللہ اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو، آسمانوں میں زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اور سب کی دیکھ بھال کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

[2]: اللہ تعالیٰ کا حلم و بردباری

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَدَى سَمْعِهِ مِنَ اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ."

(صحیح البخاری: ج 2 ص 1097 باب قول اللہ تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تکلیف دہ بات کو سن کر صبر کرنے والا اللہ سے بڑھ کر کوئی

نہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ پھر بھی انہیں عافیت میں رکھتا ہے اور انہیں رزق دیتا ہے۔

[3]: اللہ کا عدل و فضل

اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں اسی طرح بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادہ، اختیار، خواہش و رغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں جن میں بندے کے طبعی شوق و رغبت یا طبعی نفرت و کراہت کا دخل ہوتا ہے۔ ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر اسے اجر و ثواب ملے گا اور جو برا کام کرے گا اس پر اسے سزا ملے گی۔ یہ اللہ کا عدل ہے البتہ اللہ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کر دے۔ اللہ ہی سے ہدایت اور مغفرت مانگنی چاہیے۔

[4]: غسل کی اقسام

غسل کی تین قسمیں ہیں:

(1): فرض

مرد پر غسل صرف جنابت کی صورت میں فرض ہوتا ہے جبکہ عورتوں پر جنابت کے علاوہ حیض اور نفاس کے اختتام پر بھی فرض ہوتا ہے۔ اسی طرح میت کو غسل دینا بھی فرض ہوتا ہے۔

(2): سنت

جمعہ کے دن، عید الفطر، عید الاضحیٰ، احرام باندھنے سے پہلے اور عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

(3): مستحب

خوف کے وقت، سفر سے واپسی پر، آندھی کے وقت، سورج گرہن اور چاند

گر ہن کے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔

فائدہ:

منی: جب آدمی ہمبستری کرے تو شہوت کے ساتھ جو مادہ نکلتا ہے اسے ”منی“ کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے غسل فرض ہوتا ہے۔

مذی: جب آدمی ہمبستری کرنے لگے تو شہوت کے ساتھ جو قطرے نکلیں اور اس سے جوش مزید بڑھ جائے اسے ”مذی“ کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

ودی: وہ سفید مادہ جو کسی بیماری کی وجہ سے یا کوئی وزنی چیز اٹھانے کی وجہ سے یا پیشاب کرنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے نکلے اسے ”ودی“ کہتے ہیں۔ اس کے نکلنے سے بھی صرف وضو ٹوٹتا ہے، غسل واجب نہیں ہوتا۔

[5]: رخصت کرتے وقت کی دعا

أَسْتَوِدِعُ اللَّهَ دِينَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيمَ أَحْمَالِكُمْ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 357 کتاب الجہاد باب فی الدعاء عند الوداع)

ترجمہ: میں آپ کے دین، آپ کی امانت اور حسن خاتمہ کو اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔

نواں سبق

[1]: پانچ باتوں کا علم اللہ ہی کے پاس ہے

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ خَائِضًا
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

(لقمن: 34)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے جو (مادوں) کے رحموں میں ہے، اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کو کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کس زمین میں وہ مرے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

[2]: پردہ پوشی کی فضیلت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

(صحیح البخاری: ج 1 ص 1330 ابواب المظالم والقصاص باب لا يظلم المسلم المسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

[3]: اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہیں

ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا اور نہ ہونا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب

ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اسی کی مشیت کے تابع ہے۔ دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں موثر نہیں؛ نہ لطف و ثواب نہ قہر و عذاب۔ وہ جسے چاہے عزت دے اور یہ اس کی رحمت ہے اور جسے چاہے ذلت و مصیبت دے اور یہ اس کی حکمت ہے۔ وہ مالک الملک جسے چاہے اختیار اور اقتدار دے اور جس سے چاہے چھین لے۔

[4]: غسل کے فرائض اور سنتیں

غسل کے فرائض:

1: کلی کرنا 2: ناک میں پانی ڈالنا 3: سارے جسم پر ایک مرتبہ پانی بہانا

غسل کی سنتیں:

1: بسم اللہ پڑھنا 2: دونوں ہاتھ دھونا

3: بدن کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کو دھونا

4: استنجاء کرنا 5: مکمل وضو کرنا

6: پہلے سر پر، پھر دائیں اور پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا

7: پے در پے غسل کرنا 8: جسم کو تل کر دھونا

9: سارا بدن تین بار دھونا

[5]: قرض کی ادائیگی کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 196 ابواب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنی حلال چیزیں عطا کر کے حرام چیزوں سے محفوظ فرما اور مجھے اپنے فضل و کرم سے اپنے علاوہ دوسروں سے بے نیاز کر دے۔

دسواں سبق

[1]: ملائکہ کی صفات

﴿إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ
يَسْجُدُونَ﴾

(الاعراف: 206)

ترجمہ: بیشک جو (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر کر کے
منہ نہیں موڑتے اور اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔
نوٹ: یہ آیت سجدہ ہے اگر آپ نے اس آیت کی تلاوت کر لی ہے تو آپ پر سجدہ
تلاوت لازم ہو چکا ہے۔

[2]: کامل مسلمان کی علامات

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدَيْهِ".

(صحیح البخاری: ج 1 ص 6 کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان
محفوظ رہیں۔

[3]: ملائکہ کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ نے ان کو نور سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ ہماری نظروں سے غائب ہیں۔
نہ مرد اور نہ ہی عورت ہیں۔ جن کاموں پر اللہ نے ان کو مقرر کیا ہے ان کو سرانجام
دیتے رہتے ہیں اور ان میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کو ہی

معلوم ہے البتہ ان میں حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

فائدہ:

خواص بشر (انبیاء و رسل علیہم السلام) خواص ملائکہ (مقربین یعنی جبرائیل، میکائیل وغیرہ) سے افضل ہیں، خواص ملائکہ؛ دیگر ملائکہ اور عام بشر (صحابہ، اولیاء، اتقیاء، صلحاء) سے افضل ہیں، عام بشر (صحابہ، اولیاء، اتقیاء، صلحاء) عام ملائکہ سے افضل ہیں اور عام ملائکہ فاسق فاجر انسانوں سے افضل ہیں۔

[4]: تیمم کے مسائل و احکام

تیمم کے فرائض:

تیمم کے تین فرض ہیں:

- 1: نیت کرنا
- 2: چہرے پر ہاتھ ملنا
- 3: بازوؤں پر ہاتھ ملنا

تیمم کی سنتیں:

- 1: بسم اللہ پڑھنا
- 2: پے درپے تیمم کرنا
- 3: ترتیب سے تیمم کرنا
- 4: مٹی پر ہاتھوں کو حرکت دینا
- 5: انگلیوں کا خلال کرنا

تیمم کی شرائط:

- 1: نیت کرنا۔ 2: جس چیز پر تیمم کرنا ہو وہ زمین کی جنس میں سے ہو۔
- 3: ہاتھوں کا اکثر حصہ چہرے اور بازوؤں پر پھیرنا۔ 4: دو دفعہ ہاتھ زمین پر مارنا۔
- 5: اس طرح چہرے اور بازوؤں پر ہاتھ پھیرنا کہ کوئی جگہ مسح سے خالی نہ رہے۔
- 6: جن مجبوریوں کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہوتا ہے ان میں سے کوئی مجبوری پائی جائے۔

فائدہ نمبر 1:

وہ مجبوریاں جن کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے، پانچ قسم کی ہیں:

- 1: پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل (یعنی 1.6 کلو میٹر) دور ہو۔
- 2: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ اگر پانی استعمال کر لیا تو بیمار ہو جاؤں گی یا بیماری بڑھ جائے گی یا معذور ہو جاؤں گی یا مر جاؤں گی۔
- 3: پانی تو موجود ہو لیکن خطرہ ہو کہ وضو یا غسل کر لیا تو بعد میں سخت پیاس لگنے کی صورت میں اور پانی نہیں ملے گا۔
- 4: پانی تو بہت ہو لیکن اسے حاصل نہ کر سکتی ہو۔ جیسے کنویں کے کنارے کھڑی ہوں لیکن ڈول وغیرہ نہ ہو یا الیکٹرک پمپ لگا ہو لیکن بجلی نہ ہو۔ (یہ ذہن میں رہے کہ پانی چاروں طرف سے کم از کم ایک میل دور ہو)۔
- 5: جب ایسی نماز کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو جس کی قضا نہیں ہوتی تو پانی کے پائے جانے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے۔ مثلاً مرد حضرات نماز جنازہ یا نماز عید کے لیے جائیں اور دیکھیں کہ نماز ہو رہی ہے اور اگر وضو کرنے چلے گئے تو نماز ختم ہو جائے گی تو وضو کے بجائے تیمم کر سکتے ہیں۔

فائدہ نمبر 2:

جن چیزوں سے تیمم جائز ہے:

- 1: ایسی چیز جو جلانے سے نہ جلے۔ 2: پگھلانے سے نہ پگھلے۔
- 3: زمین میں دفن کرنے سے گلے سڑے نہیں۔

[5]: گھر سے نکلنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 181 باب ماجاء ما یقول اذا خرج من بیتہ)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ، میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتی ہوں، (بے شک) گناہوں سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت اللہ ہی سے ملتی ہے۔

گیارہواں سبق

[1]: انبیاء سابقین و کتب سابقہ

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْوِيمًا ۝﴾

(النساء: 163، 164)

ترجمہ: (اے نبی!) ہم نے آپ کے پاس وحی بھیجی ہے جیسے نوح اور ان کے بعد دیگر انبیاء کے پاس بھیجی تھی اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اولاد یعقوب، عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کے پاس وحی بھیجی تھی اور ہم نے داود کو زبور دی تھی۔ بہت سے رسول ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسول ایسے بھی ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے اور موسیٰ سے تو اللہ تعالیٰ نے براہ راست کلام کیا۔

[2]: تعداد انبیاء و رسل

عَنْ أَبِي إِمَامَةَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَمْ وَفَاءً عِدَّةَ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: مِائَةٌ أَلْفٌ وَارْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا. أَلرُّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثٌ مِائَةٌ وَخَمْسَةَ عَشَرَ بَحْثًا غَفِيرًا.

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 511 باب بدء الخلق و ذکر الانبیاء)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! انبیاء کی پوری تعداد کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، ان میں سے رسولوں کی تعداد تین

سو پندرہ ہے جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

[3]: نبوت کے متعلق عقائد

حقیقتِ نبوت:

”نبی“ ایسے انسان کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو، معصوم عن الخطا ہو اور اس کی اتباع اور پیروی فرض ہو یعنی وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی اور انسان کے لیے ثابت کرنا اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے، کفر ہے۔

نوٹ: نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے، عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔ نبوت وہی چیز ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے عطا ہوتی ہے، اپنی محنت سے عبادت کر کے کوئی شخص نہ نبی بن سکتا ہے اور نہ ہی نبی کے مرتبہ اور مقام کو پہنچ سکتا ہے۔

صداقتِ نبوت:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی اور رسول آئے سارے برحق اور سچے ہیں۔

دوامِ نبوت:

انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی اور رسول تھے۔ البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کے لیے نجات کا مدار صرف اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی نیند:

نیند کی حالت میں انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اس لیے ان مبارک ہستیتوں کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہے اور نیند کے باوجود انبیاء علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

[4]: موزوں پر مسح کے احکام

”موزہ“ چڑے کی جرابوں کو کہتے ہیں۔ اس پر مسح کے لیے درج ذیل

شرائط ہیں:

- 1: موزہ کو مکمل طہارت کی حالت میں پہنا ہو۔
- 2: موزہ اتنا اونچا ہو کہ کم از کم ٹخنوں کو چھپالے۔
- 3: موزہ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر یا اس سے زیادہ پھٹا ہوا نہ ہو۔

فائدہ:

اگر جرابیں ایسی ہوں جو صفات میں موزے کی طرح ہوں تو وہ بھی موزے کے حکم میں ہوں گی اور ان پر مسح کرنا بھی درست ہو گا۔ وہ صفات یہ ہیں:

1: پنڈلی پر بغیر باندھے (مثلاً بڑ وغیرہ سے) ہوئے قائم رہ سکیں اور یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اس کی ضخامت اور موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔

2: ان میں پانی نہ چھنے یعنی ان پر پانی گرائیں تو پانی ان میں اتر کر پاؤں تک نہ پہنچ سکے۔

3: اس میں کم از کم تین میل (4.8 کلومیٹر) کی مسافت بغیر جوتے کے سفر کرنا ممکن ہو۔

مذکورہ شرائط اگر جرابوں میں پائی جائیں تو وہ کہنے میں تو جرابیں ہوں گی مگر

دراصل موزے ہوں گے، اس لیے ان پر بھی مسح درست ہوگا۔

طریقہ مسح:

مسنون مقدار:

پورے ہاتھ کی انگلیوں کو گھیر کر کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں پر رکھے، پھر ان کو پنڈلی کی طرف ٹخنوں سے اوپر تک کھینچے۔

فرض مقدار:

مسح کی فرض مقدار یہ ہے کہ ہاتھ کی تین انگلیوں کو موزے کے اوپر والے

حصے پر لگائے۔

نواقض مسح:

1: موزہ اتارنا

اگر ایک موزہ اتار دیں یا کم از کم ایک پاؤں کی ایڑی باہر نکال لیں تو مسح

ٹوٹ جائے گا۔

2: مدت گزرنا

مقیم کے لیے مدت مسح 24 گھنٹے ہے اور مسافر کے لیے 72 گھنٹے ہیں۔ جب

مدت گزر جائے تو موزہ اتار کر پاؤں دھونا ضروری ہو جاتا ہے۔

[5]: نقصان پہنچنے کے وقت کی دعا

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رُجْعُونَ.

(البقرۃ: 156، عمل الیوم واللیلہ: ص: 626 باب ما یقول من أصیب بمصیبتہ)

ترجمہ: بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔

بارہواں سبق

[1]: صداقتِ قرآن

﴿قُلْ لَّيْنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْحِجْنُ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

(بنی اسرائیل: 88)

ترجمہ: آپ فرمادیں کہ اگر تمام انسان و جنات اس جیسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں تو بھی اس جیسا قرآن نہیں لاسکتے چاہے وہ اس کے لیے ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔

[2]: جیسے اعمال ویسے حکمران

عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَمَا تَكُونُوا كَذَلِكَ يُؤَمَّرُ عَلَيْكُمْ".

(شعب الایمان للسیہتی: ج 6 ص 23 باب فی طاعة اولی الامر رقم 7391)

ترجمہ: یونس بن ابی اسحاق اپنے والد ابو اسحاق (عمر و بن عبد اللہ السبعی) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جیسے تم ہو گے (یعنی جیسے تمہارے اعمال ہوں گے) ویسے ہی تم پر حکمران لائے جائیں گے۔

[3]: آسمانی کتب کے متعلق عقائد

کتبِ سماویہ:

جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ برحق اور سچی تھی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا۔

البتہ باقی کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب قیامت تک کے لیے کتب سماویہ میں سے واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

صداقتِ قرآن:

سورۃ الفاتحہ سے لے کر والناس تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے اس میں ایک بھی لفظ بلکہ حرف کے انکار یا تحریف کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[4]: حیض اور استحاضہ کے احکام

حیض کی تعریف:

ہر مہینے بالغ عورت کو جو خون آتا ہے اسے حیض کہتے ہیں بشرطیکہ وہ خون بیماری یا حمل کی وجہ سے نہ ہو۔

مدت حیض:

حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے اس سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں، استحاضہ ہے۔ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس راتیں ہے اگر اس سے ذرا بھی زائد ہو گیا تو وہ حیض نہیں، استحاضہ ہے۔

استحاضہ کی تعریف:

بیماری وغیرہ کی وجہ سے جو خون آتا ہے اسے استحاضہ کہتے ہیں۔ اسی طرح حیض کے اصل خون سے پہلے اور بعد میں جو زائد خون آتا ہے اسے بھی استحاضہ کہتے ہیں۔

نوٹ: ایام حیض میں نمازیں معاف ہیں، بعد میں قضا کی ضرورت نہیں البتہ روزوں کی قضا واجب ہے جو پاک ہونے پر رکھنے ضروری ہیں۔ استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے

اور نہ روزہ۔

حیض کارنگ:

سرخ، زرد، سبز، خاک کی یعنی ٹیالا اور سیاہ رنگ حیض میں آسکتا ہے۔ جو کپڑا یا گدی وغیرہ رکھی ہو جب تک وہ سفید دکھائی نہ دے حیض ہے اور جب بالکل سفید دکھائی دے کہ جیسی رکھی تھی ویسی ہی ہے تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔

حیض کی ابتدائی اور انتہائی عمر:

حیض کی ابتدائی عمر نو برس ہے، نو برس سے پہلے کسی کو حیض نہیں آتا اور انتہائی عمر پچپن برس ہے اور یہ عام طور پر ایک معمول ہے لیکن اس کے بعد آنا بھی ممکن ہے۔ اس لیے اگر پچپن برس کے بعد خون آجائے تو اگر خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر اس کے علاوہ ہو تو استحاضہ ہے اور یہ جب ہے کہ پہلے سے اس رنگ کا خون آنے کی عادت نہ ہو۔ اگر حیض کے زمانہ میں بھی اس عورت کو یہ رنگ آیا کرتا تھا تو یہ حیض ہی سمجھا جائے گا۔

ایام عادت:

اگر کسی کی عادت تین دن یا چار دن حیض آنے کی ہے پھر کسی ماہ میں زیادہ آگیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک دس دن سے نہ بڑھ جائے، سب حیض ہے۔ اگر دس دن سے بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت ہے وہ حیض ہے، باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں دس رات سے زیادہ خون آگیا تو وہی تین دن تو حیض کے ہیں، باقی دنوں کا خون سب استحاضہ ہے۔

ان دنوں کی نمازوں کا حکم یہ ہے کہ دس دن رات تک تو نماز نہ پڑھے کیونکہ اندیشہ ہے کہ حیض ہو لیکن جیسے ہی دس دن دس رات سے بڑھے تو فوراً پاک ہو کر نماز پڑھے اور تین دن تین رات کے علاوہ باقی دنوں کی قضا پڑھے اور یہ قضا پڑھنا واجب

ہے۔ ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے، کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن۔ اس طرح بدلتا رہتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ یہ حیض شمار ہو گا اور اگر کبھی دس دن سے بڑھ جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا؟ بس اتنے دن حیض شمار کریں گے، باقی سب استحاضہ ہے، ان دنوں کی نمازوں کی قضا واجب ہوگی۔

حائضہ مبتدآة:

اگر کسی لڑکی کو پہلی مرتبہ خون آیا تو اگر وہ دس دن سے کم ہو تو سب حیض ہے، اگر دس دن ہو تو بھی حیض ہے اور اگر دس دن سے بڑھ گیا تو وہ استحاضہ ہے۔ اگر یہ خون مہینوں چلتا رہا، یعنی برابر کئی مہینے تک جاری رہا تو اس پہلی تاریخ سے لے کر دس دن تک حیض شمار کریں گے، باقی بیس دن استحاضہ شمار ہوگا۔

مدت طہر:

دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی مدت مقرر نہیں، سالوں تک بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اگر کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک نہ آئے وہ پاک رہے گی۔ اگر کسی کو ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک دو دن خون آگیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ پندرہ دن سے پہلے اور بعد میں ایک دو دن جو خون آیا وہ حیض شمار نہ ہو گا بلکہ یہ استحاضہ ہے۔

اگر ایک دو دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی پھر ایک دو دن خون آیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ جن دنوں پاک رہی ان کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا برابر اتنے دن خون جاری رہا، اب اس کے جتنے دن کی عادت ہے وہ تو حیض ہے، باقی سب استحاضہ ہے۔

[5]: اذان کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ رَبِّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا
الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَاَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 86 باب الدعاء عند النداء)

ترجمہ: اے اللہ! اے اس دعوتِ کاملہ اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں اس مقامِ محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

نوٹ: ”وَعَدْتَهُ“ تک صحیح البخاری میں ہے۔ بیہقی کی روایت میں ”إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْبَيْعَادَ“ کے الفاظ بھی قوی سند سے آئے ہیں۔ البتہ ”وَأَرْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ“ کے الفاظ اس موقع پر اپنی طرف سے زائد نہ کیے جائیں کیونکہ صحیح حدیث
سے ثابت نہیں۔

تیرھواں سبق

[1]: نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انعامات الہیہ کی بارش

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ ○ وَأَمْحُرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ

الْأَبْتَرُ ○﴾

(سورۃ الکوثر)

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوشر عطا کی ہے۔ لہذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بلاشبہ آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہوگا۔

[2]: اللہ کی اطاعت تمام اطاعتوں سے بڑھ کر ہے

عَنْ عَمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الطَّاعَةُ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ".

(المعجم الكبير للطبرانی: ج 7 ص 277 رقم الحدیث 14795)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کی ایسی اطاعت کرنا جائز نہیں جس سے خالق کی نافرمانی لازم آتی ہو۔

[3]: عظمت انبیاء علیہم السلام وعلوم نبوت

عظمت انبیاء علیہم السلام:

کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے اعلیٰ و افضل اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

عظمتِ علومِ نبوت:

ہر نبی اپنے زمانے میں شریعتِ مطہرہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اور ہر نبی کو لوازمِ نبوتِ علومِ سارے کے سارے عطا ہوتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اولین و آخرین کے نبی ہیں اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے اور تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا کیے گئے۔

[4]: حیض کے بقیہ احکام و مسائلدورانِ حمل طہارت:

حمل کے زمانے میں اگر خون آجائے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ یہاں تک کہ بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آتا ہے وہ بھی استحاضہ کہلاتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس کہلاتا ہے۔

حیض کے زمانہ میں نماز روزہ کا حکم:

اس زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا جائز نہیں، ہاں البتہ اتنا فرق ہے کہ نماز بالکل معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد قضا پڑھنا واجب نہیں لیکن روزہ بالکل معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد قضا روزہ رکھنا واجب ہے۔

دورانِ نماز روزہ حیض کا آنا:

اگر کسی کو فرض نماز پڑھتے ہوئے حیض آگیا تو نماز چھوڑ دے یہ نماز بالکل معاف ہوگئی اس کی قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے، اگر نفل یا سنت میں ایسی صورت پیش آگئی تو نماز ختم کر دے لیکن پاک ہونے کے بعد اس کی قضا پڑھنا بھی واجب ہے، اگر روزہ کی حالت میں حیض آگیا خواہ آدھا دن گزرنے کے بعد بھی ایسی صورت پیش آگئی تو وہ روزہ ٹوٹ گیا چاہے فرض ہو یا نفل، پاک ہونے کے بعد قضا رکھے۔ نماز کے بالکل آخری وقت میں حیض آگیا ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی تو معاف ہوگئی، قضا

واجب نہیں۔

ازدواجی تعلقات:

1: حیض کے زمانہ میں میاں بیوی کا خاص تعلق یعنی صحبت کرنا تو جائز نہیں ہے اور یہ کہ عورت کی ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم مرد کے عضو سے بغیر حائل کے مس نہ ہو، اس کے علاوہ باقی باتیں درست ہیں جیسے کھانا پینا، لیٹنا وغیرہ۔

2: کسی کی عادت پانچ دن یا نو دن ہے، اب عادت کے مطابق خون بند ہو گیا تو ایسی صورت میں جب تک غسل نہ کرے، صحبت درست نہیں ہے۔ اگر غسل نہ کیا ہو، خون بند ہونے کے بعد ایک نماز کا وقت گزر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب تو صحبت درست ہے، اس سے پہلے درست نہیں ہے۔ اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار دن آکر بند ہو گیا تو ایسی صورت میں غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو جائیں صحبت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ خون پھر نہ آجائے۔

3: اگر ایک دو دن خون آکر بند ہو گیا تو غسل کرنا واجب نہیں ہے، وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی تعلق قائم کرنا درست نہیں ہے۔ اگر پندرہ دن سے پہلے دوبارہ آجائے تو سمجھا جائے کہ وہ حیض کا زمانہ تھا اب عادت دیکھ کر جتنے دن حیض کے ہوں وہ نکال کر باقی دن کی نمازیں قضا کرے اور اگر پندرہ دن گزر گئے اور خون نہیں آیا تو وہ ایک دو دن استحاضہ کے سمجھے اور جو نمازیں ان دنوں چھوڑی تھیں ان کی قضا پڑھے۔

نماز روزہ کے بالکل آخری وقت میں بندش حیض:

1: اگر حیض بالکل نماز کے آخری وقت میں بند ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر دس دن سے کم آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے غسل کے فرائض ادا کر کے غسل کر کے اتنا وقت باقی رہتا ہے کہ جس میں صرف ایک مرتبہ ”اللہ اکبر“ کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی نماز اس پر واجب ہوگی، قضا پڑھنا پڑے گی۔

2: اگر پورے دس دن ہو اور صرف اللہ اکبر کہہ سکتی ہو تو بھی نماز واجب ہے۔

3: اگر رمضان شریف میں رات کو پاک ہوئی تو ایسی صورت میں اگر پورے دس دن تک حیض آیا ہو اور ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ صرف ”اللہ اکبر“ بھی نہیں کہہ سکتی کہ سحری کا وقت ختم ہو گیا تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے، اس کو چاہیے کہ نیت کرے اور صبح کو غسل کر لے۔

4: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت پاک ہوئی کہ صرف فرائض غسل ادا کر کے غسل تو کر لے گی لیکن روزہ کا وقت ختم ہونے سے پہلے ”اللہ اکبر“ نہیں کہہ سکتی تب بھی روزہ واجب ہوگا۔ اگر غسل نہ کیا ہو تو چاہیے کہ نیت کر لے اور بعد میں غسل کر لے۔

5: اگر دس دن سے کم آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ پھرتی سے غسل کرنے کا بھی وقت نہیں ہے تو روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے اور پھر اس کے بعد قضا رکھے۔

تنبیہ: معلمہ صاحبہ یہاں دس دن اور دس دن سے کم کے فرق کو خوب اچھی طرح واضح کر کے سمجھائیں۔

[5]: کھانا کھاتے وقت کی دعا

کھانا شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 173 کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام)

اگر دعا پڑھنا بھول جائیں تو یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 173 کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ علی الطعام)

ترجمہ: کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتی ہوں۔

چودھواں سبق

[1]: گستاخِ رسول کا انجام

﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۚ سَيَصْلَىٰ
نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝﴾

(سورۃ اللہب)

ترجمہ: ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ برباد ہو جائے۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا تھا اس کے کسی کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلوں والی آگ میں گرے گا اور اس کی بیوی بھی، لکڑیاں اٹھانے والی، اپنی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی لیے ہوئے۔

[2]: قرآن کریم یاد کرنے کی اہمیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْحَرِبِ".

(سنن الترمذی: ج 2 ص 119 ابواب فضائل القرآن باب ماجاء فیمن قرأ حرفاً من القرآن مالہ

من الاجر)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ بھی (محفوظ) نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

[3]: توہینِ رسالت اور توہینِ علمِ نبوت کا حکم

توہینِ رسالت:

انبیاء علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی شان میں کسی بھی طرح کی گستاخی و بے ادبی کرنا یا گستاخی اور بے ادبی کو جائز سمجھنا کفر ہے، مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

لیے صرف اتنی سی فضیلت کا قائل ہونا جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہے، کفر اور بے دینی ہے۔

توہینِ علمِ نبوت:

اس بات کا قائل ہونا کہ فلاں شخص کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے، یا علومِ نبوت یعنی علمِ دین کو باقی علوم و فنون کے مقابلے میں گھٹیا سمجھنا یا علماء دین کی بوجہ علمِ دین تحقیر کرنا کفر ہے۔

[4]: نفاس کے مسائل و احکام

نفاس کی تعریف

بچہ پیدا ہو جانے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو ”نفاس“ کہتے ہیں۔

مدتِ نفاس:

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ اگر ایک آدھ گھنٹہ بھی خون آکر بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔ اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آیا تو ایسی صورت میں بھی غسل واجب ہوتا ہے۔

دورانِ ولادتِ خون:

اگر آدھایا آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن پورا نہیں نکلا تو اس وقت جو خون آئے وہ نفاس کے حکم میں ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا تو اس وقت جو خون آیا وہ استحاضہ کے حکم میں ہے۔ اگر ہوش و حواس باقی ہوں اور نماز کا وقت ہو جائے تو اس وقت بھی نماز پڑھے اگرچہ اشارہ ہی سے کیوں نہ ہو، قضا نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگی۔ البتہ اگر بچہ کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو اس وقت نہ پڑھے، بعد میں قضا کر لے۔

سقوطِ حمل:

اگر کسی کا حمل گر گیا اور اس کے بعد خون نکلا تو ایسی صورت میں اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو اس کے بعد آنے والا خون نفاس کے حکم میں ہے اور اگر بچہ کا کوئی عضو نہیں بنا، بس گوشت ہی گوشت ہے تو اس کے بعد نکلنے والا خون نفاس نہیں ہے۔ اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے یعنی مدت و عادت دیکھنے کے بعد اور اگر حیض نہ بن سکے تو استحاضہ ہے۔

مدت نفاس سے زیادہ خون:

اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اس صورت میں چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا وہ استحاضہ ہے۔ فوراً نہادھو کر نماز پڑھنا شروع کر دے، بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔ اگر یہ پہلا بچہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی یہ معاملہ پیش آچکا ہے تو اپنی عادت کو دیکھے کہ پہلے کتنے دن نفاس آیا تھا؟ جتنے دن نفاس کی عادت ہوا اتنے دن نفاس کے شمار کرے، باقی استحاضہ ہے۔ اگر کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے اور اب کی بار تیس دن پر بھی بند نہ ہو تو ایسی صورت میں بھی غسل نہ کرے بلکہ انتظار کرے۔ اگر چالیس دن پر بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے بڑھ گیا تو تیس دن نفاس کے ہیں، باقی سب استحاضہ ہے۔ اب غسل کر کے ان دس دنوں کی نماز روزہ قضا کرے۔

حیض و نفاس وغیرہ کے متعلق چند احکام:

- 1: نفاس کی حالت میں نماز تو بالکل معاف ہے البتہ روزہ کی بعد میں قضا کرنا ہوگی۔
- 2: جس عورت پر غسل واجب ہو جیسے جنبی یا حیض و نفاس والی تو اس کو مسجد میں جانا، کعبہ شریف کا طواف کرنا، کلام مجید پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا جائز نہیں ہے۔
- 3: قرآن کریم کسی جزدان میں ہو یا رومال میں ہو یا کسی کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو اگر یہ چیزیں جلد کے ساتھ سلی ہوئی ہوں تو بے وضو ہونے کی حالت میں ان چیزوں کے

ساتھ قرآن مجید کو چھونا اور اٹھانا درست نہیں ہے اور اگر یہ چیزیں جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہوں بلکہ الگ کرنے یا اتارنے سے اتاری جاسکتی ہوں تو ان کے ساتھ قرآن کریم کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

4: وضو نہ ہونے کی صورت میں کلامِ مجید چھونا تو درست نہیں، البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ اگر کسی کتبے، سیکے، طشتری، تعویذ یا کسی چیز میں قرآن پاک کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس حالت میں ان لوگوں کے لیے ان سب چیزوں کو چھونا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ چیزیں کسی تھیلی، کیس وغیرہ میں رکھی ہوں تو اس تھیلی وغیرہ کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے بھی قرآن پاک پکڑنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ تو اس سے پکڑ کر اٹھانا یا چھونا درست ہے۔

5: حالتِ نفاس، حیض اور جنابت میں قرآن پاک پڑھنے کی اجازت نہیں ہے، نہ زبانی نہ ہی دیکھ کر، پوری آیت پڑھنا تو بالکل جائز نہیں ہے لیکن اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا ٹکڑا یا آدھی آیت پڑھے تو جائز ہے لیکن وہ آدھی آیت بھی اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی آیت کے برابر ہو جائے۔

6: حالتِ نفاس، حیض اور جنابت میں اگر سورۃ فاتحہ پوری دعا کی نیت سے پڑھے، تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو جائز ہے۔ اسی طرح دعا کے مضمون پر مشتمل آیات بھی دعا کی نیت سے پڑھنا درست ہے جیسے ”رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً... اور ”رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا... وغیرہ۔

7: اگر کوئی عورت قرآن پاک پڑھاتی ہے تو ایسی حالت میں اس کے لیے ”ہجے“ کروانا درست ہے اور رواں کرواتے وقت پوری آیت پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ ایک ایک، دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دیا کرے اور کاٹ کاٹ کر آیت کا رواں کرواتے۔

8: حیض و نفاس کی حالت میں کلمہ طیبہ، درود شریف، اللہ تعالیٰ کے نام، کوئی وظیفہ یا دعائے قنوت وغیرہ پڑھنا جائز ہے، منع نہیں ہے۔

9: اگر کسی عورت پر کسی وجہ سے غسل واجب تھا اور ابھی غسل نہ کر پائی تھی کہ حیض آگیا تو ایسی صورت میں اس پر غسل واجب نہیں رہا، اب جب حیض سے پاک ہو جائے تب غسل کر لے۔ ایک ہی غسل دونوں کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

10: حیض کے دنوں میں مستحب ہے کہ نماز کا وقت آنے پر وضو کر کے کسی پاک جگہ بیٹھ کر تھوڑی دیر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہو جانے کے بعد نماز سے جی نہ گھبرائے۔

نوٹ: معلمہ صاحبہ ان مسائل کو خوب وضاحت سے اچھی طرح ذہن نشین کرائیں کہ خواتین ان مسائل سے اکثر ناواقف ہوتی ہیں اور پوچھنے میں شرم محسوس کرتی ہیں۔

[5]: کھانا کھانے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص184 ابواب الدعوات باب ما يقول اذا فرغ من الطعام)

ترجمہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم کو کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔

پندرہواں سبق

[1]: ختم نبوت (از قرآن مجید)

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

(الاحزاب: 40)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگ گئی اب کسی کو نبوت نہیں دی جائیگی۔

[2]: ختم نبوت (از حدیث مبارک)

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 233 کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

[3]: عقیدہ ختم نبوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عالم دنیا میں کسی بھی قسم کی جدید نبوت کے جاری رہنے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

[4]: نمازوں کے مستحب اور مکروہ اوقات کا بیان

فجر: فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوعِ شمس تک ہوتا ہے۔ عورتوں کے لیے مستحب ہے کہ صبح صادق کے بعد اندھیرا ہوتے ہوئے فجر پڑھ لیں۔ رات کے آخری حصے میں اتق پر عرضاً پھیلنے والی روشنی کو ”صبح صادق“ کہتے ہیں۔

ظہر: جب سورج دوپہر کے بعد ڈھلنا شروع ہو جائے اس وقت سے لے کر مثل ثانی (یعنی جب ہر چیز کا سایہ اس کے اصلی سایہ کے علاوہ دو گنا ہو جائے) تک ہے لیکن اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ سردیوں میں نماز جلدی پڑھ لی جائے اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے یعنی تاخیر سے پڑھی جائے۔

عصر: جب ظہر کا وقت ختم ہو جائے تو اس وقت سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے لیکن اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ اس کو بھی دیر سے پڑھا جائے البتہ اتنی دیر نہ ہو کہ سورج زرد ہونے لگے۔

مغرب: مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر آسمان پر سرخی کے باقی رہنے تک ہے۔ البتہ اس وقت میں اگر کوئی نماز ادا نہ کر سکے تو جب تک آسمان پر سفیدی باقی رہے اس وقت تک ادا کی جاسکتی ہے۔ اس کا مستحب وقت یہ ہے کہ مغرب کا وقت ہوتے ہی اسے ادا کر لیں۔ عموماً پہلے گھنٹے میں اسے پڑھا جائے۔

عشاء: جب آسمان سے سفیدی بالکل ختم ہو جائے تو اس وقت سے عشاء کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ عشاء کی نماز کا مستحب وقت یہ ہے کہ پہلے دو گھنٹے چھوڑ کر پڑھیں۔

نوٹ: اوقات کے لیے مستند کیلنڈرز سے مدد لی جاسکتی ہے۔

ممنوع اوقات: وہ ہوتے ہیں جن میں فرض یا نفل کوئی نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

ممنوع اوقات تین ہیں:

1: طلوع آفتاب کا وقت :2: عین زوال کا وقت

3: غروب آفتاب کا وقت

مسئلہ: اگر فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے شروع کی اور دوران نماز سورج طلوع ہو گیا تو یہ نماز نہیں ہوئی۔ اشراق کا وقت ہو جانے پر فجر کی قضا پڑھے۔ البتہ اگر عصر کی نماز غروب سے پہلے آخری وقت میں شروع کی اور دوران نماز غروب ہو گیا تو یہ نماز صحیح ادا ہو گئی۔

مکروہ اوقات: وہ ہیں جن میں نفل نماز نہیں پڑھ سکتے البتہ قضا نماز، فرض نماز، سجدہ تلاوت، نماز جنازہ وغیرہ پڑھنا درست ہے۔ مکروہ اوقات دو ہیں:

1: فجر کا وقت شروع ہونے سے لے کر ختم ہونے تک۔ اس میں فجر کی دو سنتیں اور دو فرض پڑھے جائیں، اس دوران کوئی نفل نماز نہیں پڑھ سکتے۔

2: عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک۔

[5]: نیا کپڑے پہننے کی دعا

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ.

(سنن الترمذی: ج 1 ص 306 باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیداً)

ترجمہ: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ یہ (کپڑا) تو نے ہی مجھے پہنایا ہے میں تجھ سے اس (کپڑے) کی خیر و بھلائی کا سوال کرتی ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کی خیر و بھلائی کا بھی سوال کرتی ہوں اور میں تجھ سے اس (کپڑے) کے شر سے پناہ مانگتی ہوں اور جس (مقصد) کے لیے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے بھی پناہ مانگتی ہوں۔

سوھواں سبق

[1]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا

تَشْعُرُونَ﴾

(البقرہ: 154)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید کیے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی کا) شعور نہیں ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کا تذکرہ فرمایا ہے جو راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دے تو بدلہ میں بطور انعام و اکرام کے اسے ”حیات“ نصیب ہوتی ہے۔ یہ حیات والا اکرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وفات کے بعد نصیب ہوا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ:

1: حدیث پاک کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شہادت کی موت نصیب ہوئی ہے کہ غزوہ خیبر کے موقع پر یہود نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواز ہر دیا تھا تو وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا اثر محسوس فرماتے تھے اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی۔

2: شہید کو جو اعزازِ حیات ملا ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ملا ہے، اگر شہید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہ پڑھتا پھر قتل ہوتا تو اسے یہ اعزاز کبھی نہ ملتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا، قتل ہوا پھر اعزاز ملا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگر شہید زندہ ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1362ھ) فرماتے ہیں:

”اور یہی حیات ہے جس میں حضراتِ انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ

امتیاز اور قوت رکھتے ہیں، حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواجِ احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا، پس اس حیات میں قوی تر حضراتِ انبیاء علیہم السلام ہیں۔“

(بیان القرآن: ج 1 ص 97)

[2]: حیاتِ انبیاء علیہم السلام

عَنْ أَنَسِ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَلَا نَبِيَّاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ".

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی: ص 658 رقم الحدیث 3425 من حدیث انس بن مالک)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

[3]: عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام

تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ تعلق روح بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازم دنیا کے زندہ ہیں اور مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں جیسے حیاتِ دنیوی، حیاتِ جسمانی، حیاتِ حسی، حیاتِ برزخی، حیاتِ روحانی۔

[4]: نماز کی شرائط کا بیان

1: جسم کا پاک ہونا۔ 2: لباس کا پاک ہونا۔ 3: ستر کا ڈھانپنا۔

نوٹ: مرد کا ستر ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک ہے اور عورت کا ستر چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کے سوا سارے بدن ہے۔ اگر نماز شروع کرنے سے پہلے ایک عضو کا چوتھائی حصہ ستر کھلا رہ گیا یا دوران نماز اتنا ستر کھل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

4: جس جگہ نماز پڑھنی ہو اس کا پاک ہونا۔

6: قبلہ رخ ہونا۔

7: نماز کی نیت کرنا۔

فائدہ: جس عبادت میں نیت کی ضرورت نہیں بلکہ وہ بغیر نیت کے ادا ہو جاتی ہے وہ عبادت ادا کرتے ہوئے غلطی سے اس کے خلاف نیت کی تو اس سے نقصان نہ ہوگا۔

مفسدات نماز:

ان چیزوں کو کہتے ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسے لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ چند مفسدات نماز یہ ہیں:

1: نماز میں کلام کرنا چاہے قصداً ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا بہت۔ ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

2: سلام کرنا یعنی کسی کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا السلام علیکم یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا۔

3: سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو ”یرحمک اللہ“ یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا۔

4: کسی بری خبر پر ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر الحمد للہ کہنا یا کسی عجیب بات پر سبحان اللہ کہنا۔

5: در دیار خج کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اف کرنا۔

6: اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا یعنی قرأت بتانا۔

7: نماز میں قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا۔

8: قرآن مجید پڑھنے میں ایسی غلطی کرنا جو معنی میں فساد کا سبب بنے۔

9: عمل کثیر کرنا یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں یہ نماز نہیں پڑھ

رہی ہے۔

10: کھانا پینا قصد آہو یا بھولے سے۔

11: دو صفوں کی مقدار برابر چلنا۔

12: قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا۔

13: ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا۔

14: ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رکن (یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے) کی مقدار ٹھہرنا۔

15: دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے مثلاً: یا اللہ! مجھے آج سو روپے دے دے۔

16: درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں۔

17: بالغ آدمی کا رکوع و سجود والی نماز میں قہقہے مار کر یا آواز سے ہنسنا۔

18: امام سے آگے بڑھ جانا۔

19: تکبیر تحریمہ کہتے وقت لفظ ”اللہ“ کے الف کو یوں کھینچ کر پڑھا کہ شروع میں الف بڑھا دیا یعنی ”اللہ اکبر“ پڑھا اسی طرح اگر ”اکبر“ کی باء کو بڑھا کر پڑھا اور ”اللہ اکبر“ کہا۔

[5]: مجلس سے اٹھنے کی دعا

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 181 ابواب الدعوات باب ما يقول اذا قام من المجلس)

ترجمہ: یا اللہ! تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے، میں تیری تعریف کرتی ہوں، میں گواہی دیتی ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتی ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتی ہوں۔

ستر ہواں سبق

[1]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کا حکم:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

(الاحزاب: 56)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

[2]: سماعِ صلوٰۃ و سلام

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ تَائِبًا أُبْلِغْتُهُ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 218 باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واجلالہ و توقیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ میرے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔

[3]: صلوٰۃ و سلام، ذکر رسول، استشفاع اور عرضِ اعمال

صلوٰۃ و سلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور نہایت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ کثرت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں۔ سب سے

افضل درود؛ درودِ ابراہیمی ہے۔

فائدہ:

زندگی میں ایک مرتبہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو ایک دفعہ صلوٰۃ و سلام پڑھنا واجب ہے اور ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

وہ تمام حالات و واقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

فضیلت و زیارتِ روضہ اطہر:

زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتیٰ کہ کعبہ، عرش اور کرسی سے بھی افضل ہے۔

فائدہ:

روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

سفرِ مدینہ منورہ:

سفرِ مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک، مسجدِ نبوی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعثِ اجر و ثواب ہے البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مسئلہ استشفاع:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضور! آپ میری مغفرت کی سفارش فرمائیں، جائز ہے۔

عرضِ اعمال:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

[4]: مکروہات نماز کا بیان

- 1: ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا۔
- 2: مسلسل آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔
- 3: چہرہ یا نگاہ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا۔
- 4: منہ میں کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنا۔
- 5: جمائی لینا یا بقدر ہمت نہ روکنا۔
- 6: کمر، کوکھ، کولہے پر ہاتھ رکھنا۔
- 7: پیشاب پاخانہ کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔
- 8: انگلیاں چٹخانا، انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا۔
- 9: آیتیں، تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا۔
- 10: انگریزی لینا۔
- 11: آلتی پالتی مار کر بیٹھنا (بلا عذر)۔
- 12: کسی کے چہرے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔
- 13: بدن سے یا کپڑوں سے کھیلنا۔
- 14: کام کاج، نیند، درزش وغیرہ کے ردی کپڑے پہن کر نماز پڑھنا۔

15: جاندار کی تصویر والی جگہ نماز پڑھنا اللہ کی پادوں کے نیچے ہو یا اسے الٹا کر دیا

جائے یا چھپا دیا جائے۔

16: تصویر والا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا۔

17: نماز میں ادھر ادھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا، سنبھالنا اور مٹی سے بچانا۔

[5]: پانی پیتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ.

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج 1 ص 245 رقم الحدیث 840)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اٹھارھواں سبق

[1]: معجزات اللہ ہی کے اختیار میں ہیں

﴿وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَجِيلٍ وَعَنْبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زُحُمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ تَأْتِي بَالِدًا وَالْمَلَائِكَةُ قَبِيلًا ۝ أَوْ يُكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُحْرَفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا مِثْلَ بُرُوقٍ ۚ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَ سُوَءِ ۝﴾

(بنی اسرائیل: 90-93)

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے: ہم تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم زمین سے ہمارے لیے ایک چشمہ نہ نکال دو یا پھر تمہارے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو جائے اور تم اس باغ کے درمیان نہریں جاری کر دو یا جیسے تمہارا دعویٰ ہے (اس کے مطابق) آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے ہم پر گرا دو یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاکھڑا کر دو یا پھر تمہارے لیے سونے کا ایک گھر بن جائے یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھنے کا بھی اس وقت تک یقین نہیں کریں گے جب تک تم ہم پر ایسی کتاب نازل نہ کر دو جسے ہم پڑھ سکیں۔ (اے نبی! آپ ان سے) کہہ دیں کہ سبحان اللہ! میں تو ایک بشر ہوں جسے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

[2]: تہجد آٹھ رکعت مسنون ہے اور وتر تین ہیں

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَىٰ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ رُكْعَةً يُصَلِّيٰ أَرْبَعًا فَلَا تَسْتَلُّ عَنْ حُسَيْنَيْنِ وَطَوْلِيهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيٰ أَرْبَعًا فَلَا تَسْتَلُّ

عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 154 باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان وغیرہ)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو وہ کتنی حسین اور طویل ہوتیں تھیں، پھر چار رکعتیں اور پڑھتے، پس کچھ نہ پوچھو کہ وہ کتنی حسین اور لمبی ہوتیں تھیں پھر تین رکعتیں (وتر کی) پڑھتے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ تہجد کی آٹھ رکعت سنت ہیں اور وتر تین رکعت واجب

ہیں۔

[3]: معجزہ کے متعلق عقائد

حقیقتِ معجزہ:

معجزہ چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزے کو شرک کہہ کر معجزے کا انکار کرنا یا معجزے سے دھوکہ کھا کر انبیاء علیہم السلام کے لیے مختارِ کل اور قادرِ مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

معجزاتِ انبیاء علیہم السلام:

انبیاء علیہم السلام کے معجزات (مثلاً موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت نماز میں پشت کی جانب سے سامنے کی طرح دیکھنا وغیرہ) برحق ہیں۔

[4]: خواتین کا طریقہ نماز

[1]: نماز کی ادائیگی کے لیے ان امور کا خیال کریں:

- 1: اپنا رخ قبلہ کی طرف کر لیں۔
- 2: سیدھی کھڑی ہو جائیں۔ نظر سجدہ کی جگہ پر ہونی چاہیے۔ گردن جھکا کر ٹھوڑی کو سینے سے لگا لینا مکروہ ہے اور بلاوجہ سینے کو جھکا کر کھڑا ہونا بھی درست نہیں۔ لہذا اس طرح سیدھی کھڑی ہوں کہ نظر سجدے کی جگہ پر رہے۔
- 3: پاؤں کی انگلیوں کا رخ بھی قبلہ کی جانب رہے (پاؤں کو دائیں بائیں ترچھا رکھنا خلاف سنت ہے)۔
- 4: دونوں پاؤں کے درمیان مناسب فاصلہ ہو۔ مثلاً: چار انگلی جتنا ہونا چاہیے؛ نہ بہت زیادہ ہو اور نہ بہت کم۔
- 5: کسی موٹی اور بڑی چادر سے اپنے جسم کو اچھی طرح ڈھانپ لیں جس میں سر، سینہ، بازو، پنڈلیاں، کندھے اور گردن وغیرہ سب ڈھکے رہیں۔ ہاں! اگر چہرہ یا قدم یا گنوں تک ہاتھ کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی کیونکہ یہ تینوں چیزیں ستر سے مستثنیٰ ہیں اور اگر یہ بھی ڈھکی رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔
- 6: نماز کے لیے ایسا باریک دوپٹہ استعمال کرنا جس میں سر، گردن، حلق اور حلق کے نیچے کا بہت سا حصہ نظر آئے یا بازو، کہنیاں اور کلائیوں اس سے نہ چھپیں یا پنڈلیاں کھلی رہیں تو ایسی صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی۔ لہذا نماز کے دوران سارے جسم کو چھپانے کا خاص اہتمام کریں۔ اس مقصد کے لیے موٹا دوپٹہ استعمال کریں۔

نوٹ: اگر نماز کے دوران چہرہ، ہاتھ اور پاؤں کے سوا جسم کے کسی عضو کا چوتھائی حصہ اتنی دیر کھلا رہ گیا جس میں تین مرتبہ ”سبحان اللہ“ کہا جاسکے تو نماز فاسد ہو جائے

گی اور اگر اس سے کم کھلا رہ گیا تو نماز ہو جائے گی مگر گناہ ہوگا۔

[2]: نماز شروع کرتے ہوئے ان امور کو سرانجام دیں

1: دل میں نیت کر لیں کہ میں فلاں نماز پڑھ رہی ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔

2: دونوں ہاتھ دوپٹے سے باہر نکالے بغیر کندھوں تک اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور انگلیاں اوپر کی طرف سیدھی ہوں۔ خواتین؛ مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں۔

3: مذکورہ بالا طریقہ کے مطابق ہاتھ اٹھاتے وقت ”اللہُ اکْبَرُ“ کہیں۔ دونوں ہاتھ سینے پر بغیر حلقہ بنائے اس طرح رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے۔ خواتین؛ مردوں کی طرح ناف کے نیچے ہاتھ نہ باندھیں۔

4: اکیلے نماز پڑھنے کی حالت میں پہلی رکعت میں ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ آخر تک پڑھیں، اس کے بعد ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ اور ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ پڑھیں، پھر سورہ فاتحہ پڑھیں اور جب ”وَلَا الضَّالِّينَ“ کہیں تو اس کے بعد فوراً ”آمِينَ“ کہیں۔ پھر ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں یا کہیں سے بھی تین آیتیں پڑھیں۔

5: اگر اتفاقاً امام کے پیچھے ہوں (جیسے رمضان میں کسی محرم کے پیچھے تراویح پڑھ رہی ہوں) تو صرف ”سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ“ پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرأت کو دھیان لگا کر سنیں۔ اگر امام زور سے نہ پڑھ رہا ہو تو زبان ہلائے بغیر دل ہی دل میں سورہ فاتحہ کا دھیان کیے رکھیں۔

6: جب خود قرأت کر رہی ہوں تو سورت فاتحہ پڑھتے وقت بہتر یہ ہے کہ ہر آیت الگ الگ پڑھیں۔ کئی کئی آیات ایک سانس میں نہ پڑھیں۔ مثلاً ”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

الْعَلَمِينَ“ پر سانس توڑ دیں، پھر ”الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ“ پر، پھر ”مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ پر، اسی طرح پوری سورت فاتحہ پڑھیں لیکن اس کے بعد کی قرأت میں ایک سانس میں ایک سے زیادہ آیات بھی پڑھ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ خواتین کو ہر نماز میں ”الحمد شریف“ اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ پڑھنی چاہئیں۔

7: بغیر کسی ضرورت کے جسم کے کسی حصہ کو حرکت نہ دیں۔ جتنے سکون کے ساتھ کھڑی ہوں، اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر کھجلائے وغیرہ کی ضرورت ہو تو صرف ایک ہاتھ استعمال کریں اور وہ بھی سخت ضرورت کے وقت اور کم سے کم۔

8: جسم کا سارا زور ایک پاؤں پر دے کر دوسرے پاؤں کو اس طرح چھوڑ دینا کہ اس میں خم آجائے، نماز کے ادب کے خلاف ہے۔ اس سے پرہیز کریں۔ یا تو دونوں پاؤں پر برابر زور دیں یا مجبوری کی وجہ سے ایک پاؤں پر زور دیں تو اس طرح کہ دوسرے پاؤں میں خم پیدا نہ ہو۔

9: جمائی آنے لگے تو اس کو روکنے کی پوری کوشش کریں ورنہ نچلے ہونٹ کے کنارے کو دانتوں تلے دبالیں، جمائی منہ کھولے بغیر ختم ہو جائے گی۔

10: کھڑے ہونے کی حالت میں نظریں سجدہ کی جگہ پر رکھیں۔ ادھر ادھر یا سامنے دیکھنے سے پرہیز کریں۔

فائدہ:

نماز کے مذکورہ اعمال میں نیت کرنا ”شرط“، تکبیر تحریمہ کہنا ”فرض“ و ”رکن“، تکبیر تحریمہ میں خاص لفظ ”اللہ اکبر“ کہنا واجب اور ہاتھ اٹھانے، باندھنے وغیرہ کی کیفیات ”سنت“ ہیں۔ نیز قیام اور قرأت فرض ہے، فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ واجب ہے، فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت یا کم از کم تین آیات کا پڑھنا بھی واجب ہے، فاتحہ اور بعد والی سورت

میں ترتیب رکھنا بھی واجب ہے۔ ثناء پڑھنا (سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ)، فاتحہ سے پہلے تعوذ، تسمیہ اور اختتام پر آمین کہنا اور فاتحہ پڑھنے کی وہ کیفیت جو ابھی بیان ہوئی (کہ ایک ایک آیت الگ الگ سانس میں پڑھنا) یہ سب چیزیں سنت ہیں۔

[5]: پانی پینے کے بعد کی دعا

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ.

(صحیح مسلم: ج 2 ص 352 کتاب الذکر والدعاء باب استحباب حمد اللہ تعالیٰ بعد الاکل والشرب)

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

انیسواں سبق

[1]: شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيِّئَاتِهِمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِمَّنْ أَثَرَ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾

(الفخ: 29)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہیں، آپس میں رحم دل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (غرض) اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان (کی پہچان) کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر موجود ہیں۔ یہ ہیں ان کے اوصاف جو تورات میں موجود ہیں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے پہلے اپنی کو پیل نکالی ہو، پھر اس کو مضبوط کیا ہو، پھر وہ موٹی ہوئی ہو، پھر اپنے تنے پر یوں کھڑی ہوئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں تاکہ اللہ ان (کی ترقی) کی وجہ سے کافروں کا دل جلائے۔ یہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ تعالیٰ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

[2]: صحابہ رضی اللہ عنہم ستاروں کی مانند

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَكَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَصْحَابِي كَاللُّجُودِ فَبِأَيِّهِمْ ائْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ."

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 554 باب مناقب الصحابة)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

[3]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق عقیدہ

”صحابی“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی ہو اور اسی حالت پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ صحابہ کرام معیار حق و صداقت ہیں یعنی وہی عقائد اور اعمال مقبول ہوں گے جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد اور اعمال کے مطابق ہوں گے۔ صحابہ کرام ہر قسم کی تنقید سے بالاتر ہیں۔ قبر اور آخرت کے ہر قسم کے عذاب سے محفوظ ہیں۔ وہ معصوم نہیں البتہ محفوظ ضرور ہیں یعنی ان کی ہر قسم کی خطا بخش دی گئی ہے اور وہ یقینی طور پر جنتی ہیں۔ انبیاء معصوم عن الخطاء ہیں اور صحابہ محفوظ عن الخطاء ہیں۔ معصوم عن الخطاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اپنے نبی سے گناہ ہونے نہیں دیتا اور محفوظ عن الخطاء کا مطلب یہ ہے کہ صحابی سے گناہ ہو تو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کے نامہ اعمال میں باقی رہنے نہیں دیتا۔

[4]: خواتین کا مسنون طریقہ نماز

رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں:

1: جب قیام سے فراغت ہو جائے تو رکوع کرنے کے لیے ”اللہ اکبر“ کہیں۔ جس وقت رکوع کرنے کے لیے جھکیں اسی وقت ”سبحیر“ کہنا بھی شروع کر دیں۔

2: خواتین رکوع میں معمولی جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں،

مردوں کی طرح خوب اچھی طرح نہ جھکیں۔

3: خواتین گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھیں، مردوں کی طرح کشادہ کر کے گھٹنوں کو نہ پکڑیں اور گھٹنوں کو ذرا آگے کو جھکا لیں اور اپنی کہنیاں بھی پہلو سے خوب ملا کر رکھیں۔

4: کم از کم اتنی دیر رکوع میں رکیں کہ اطمینان سے تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ“ کہا جاسکے۔

5: رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کی طرف ہونی چاہئیں۔

6: دونوں پاؤں پر زور برابر رہنا چاہیے۔

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت:

1: رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اس قدر سیدھی ہو جائیں کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے۔

2: اس حالت میں بھی نظر سجدے کی جگہ پر رہنی چاہیے۔

3: بعض خواتین کھڑے ہوتے وقت کھڑے ہونے کے بجائے کھڑے ہونے

کا صرف اشارہ کر دیتی ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت ہی میں سجدے میں چلی جاتی ہیں، ان کے ذمے نماز کا لوٹنا واجب ہو جاتا ہے۔ لہذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں۔ جب تک سیدھے ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے سجدے میں نہ جائیں۔

فائدہ:

مذکورہ اعمال میں رکوع فرض ہے، قومہ (رکوع کے بعد کھڑا ہونا) واجب

ہے، رکوع و قومہ کی کیفیات مسنون ہیں۔ رکوع میں تین مرتبہ تسبیح (سبحان ربی العظیم) سنت ہے، تین سے زائد طاق عدد مستحب ہے۔ قومہ میں تسبیح (سمع اللہ لمن

حمدہ) اور تحمید (ربنا لک الحمد) کہنا سنت ہے۔

سجدے میں جاتے وقت:

- 1: خواتین سینہ آگے کو جھکا کر سجدے میں جائیں، پہلے اپنے گھٹنے زمین پر رکھیں، اس کے بعد ہاتھ زمین پر رکھیں، پھر ناک اور آخر میں پیشانی رکھیں۔
- 2: سجدے میں خواتین خوب سمٹ کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے۔ بازو بھی پہلوؤں سے ملے ہوئے ہوں۔ نیز پاؤں کو کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھادیں۔ جہاں تک ہو سکے انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔
- 3: خواتین کو کہنیوں سمیت پورے بازو بھی زمین پر رکھ دینے چاہئیں۔
- 4: سجدے کی حالت میں کم از کم اتنی دیر گزاریں کہ تین مرتبہ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى“ اطمینان کے ساتھ کہہ سکیں۔ پیشانی ٹیکتے ہی فوراً اٹھالینا منع ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان:

- 1: ایک سجدے سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں پھر دوسرا سجدہ کریں۔ ذرا ساسر اٹھا کر سیدھے ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔
- 2: خواتین پہلے سجدہ سے اٹھ کر بائیں کو لہے پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف کو نکال دیں اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر رکھیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لیں اور انگلیاں خوب ملا کر رکھیں۔
- 3: بیٹھنے کے دوران نظریں اپنی گود کی طرف ہونی چاہئیں۔
- 4: اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں کم از کم ایک مرتبہ ”سبحان اللہ“ کہا جاسکے اور اگر اتنی دیر بیٹھیں کہ اس میں ”اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجِرْنِي وَاهْدِنِي

وَأَرْزُقْنِي“ پڑھا جاسکے، تو بہتر ہے۔

[5]: اونچی جگہوں پر چڑھتے اور نیچے اترتے وقت کی دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب اونچی جگہوں کی طرف

چڑھتے تو تکبیر (اللہ اکبر) کہتے تھے اور نیچے اترتے تو تسبیح (سبحان اللہ) کہتے تھے۔

(صحیح البخاری: ج 1 ص 420 کتاب الجہاد والسیر. باب التسبیح اذا هبط وادیا)

بیسواں سبق

[1]: صحابیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

﴿أَلَا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ﴾

(التوبة: 40)

ترجمہ: اگر تم ان کی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد نہیں کرو گے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، اس لیے کہ) اللہ نے ان کی مدد اس وقت بھی کی ہے جب ان کو کافروں نے ایسے وقت (مکہ مکرمہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی کو یہ کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے سکون قلب نازل فرمایا۔

فائدہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کے لیے قرآن نے لفظ ”صاحب“ (یعنی صحابی) استعمال فرمایا ہے۔ اس لیے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

[2]: سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین کو تھامنے کا حکم

عَنِ الْعَبْدِ بَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجَلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةٌ مَوْدِعٌ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: "أَوْصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّبْحِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا

كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا
وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِبَائِكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ
بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 290 کتاب السنۃ: باب فی لزوم السنۃ)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں
نہایت موثر انداز میں نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور
دلوں میں خوف پیدا ہو گیا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! معلوم
ہوتا ہے کہ یہ الوداعی نصیحت ہے، اس لیے آپ ہمیں کیا وصیت فرماتے ہیں؟ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے
رہو اور تم کو (مسلمان) امیر کی اطاعت کا حکم دیتا ہوں اور اس کی باتوں کو سن کر بجا
لانے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ امیر حبشی غلام ہو۔ تم میں سے جو شخص میرے بعد
زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلاف دیکھے گا۔ ایسے وقت میں تم میری سنت اور
میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا اور اس پر مضبوطی سے قائم
رہنا اور دین میں نئی نئی باتیں (یعنی نئے عقیدے اور نئے عمل) پیدا کرنے سے بچتے
رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

[3]: خلافتِ راشدہ و مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت کے خلیفہ اول بلا فصل حضرت
ابو بکر صدیق، دوسرے حضرت عمر فاروق، تیسرے حضرت عثمان غنی اور چوتھے
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان چاروں کو ”خلفائے راشدین“ اور ان کے
زمانہ خلافت کو خلافت راشدہ کا دور کہتے ہیں۔ آیت استخلاف میں جس خلافت کا وعدہ

ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شروع ہو کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی۔ لہذا دورِ خلافتِ راشدہ سے مراد خلفائے اربعہ (چار خلفاء رضی اللہ عنہم) کا دور ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ خلافتِ عادلہ ہے۔

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم:

انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانوں میں اعلیٰ ترین درجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور قرآن کریم میں اہل ایمان کی جس قدر صفات کمال کا ذکر آیا ہے ان کا اولین اور اعلیٰ ترین مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ پھر صحابہ کرام میں بھی مراتب کی ترتیب درج ذیل ہے:

- 1: خلفائے راشدین علی ترتیبِ الخلفاء
- 2: عشرہ مبشرہ
- 3: اصحاب بدر
- 4: اصحاب بیعت رضوان
- 5: شرکاء فتح مکہ
- 6: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔

معیار حق و صداقت:

پوری امت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق و صداقت ہیں یعنی جو عقائد اور مسائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد اور مسائل کے مطابق ہوں وہ حق ہیں اور جو ان کے مطابق نہ ہوں وہ باطل اور گمراہی ہیں۔

[4]: خواتین کا مسنون طریقہ نماز

دوسرا سجدہ اور اس سے اٹھنا:

1: دوسرے سجدے میں بھی اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں ہاتھ زمین

پر رکھیں، پھر ناک، پھر پیشانی۔

- 2: سجدے کی ہیئت وہی ہونی چاہیے جو پہلے سجدے میں بیان کی گئی۔
- 3: سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی زمین سے اٹھائیں پھر ناک پھر گھٹنے۔
- 4: اٹھتے وقت زمین کا سہارا نہ لینا بہتر ہے لیکن اگر جسم بھاری ہو یا بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو سہارا لینا بھی جائز ہے۔
- 5: اٹھنے کے بعد ہر رکعت کے شروع میں سورہ فاتحہ سے پہلے ”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ“ پڑھیں۔

تعدہ کرنے کا طریقہ:

- 1: تعدے میں بیٹھنے کا طریقہ وہی ہو گا جو سجدوں کے درمیان میں بیٹھنے کا ذکر کیا گیا ہے۔
- 2: التحیات پڑھتے وقت جب ”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ پر پہنچیں تو شہادت کی انگلی اٹھا کر اشارہ کریں اور ”إِلَّا اللَّهُ“ پر گر ادیں۔
- 3: اشارے کا طریقہ یہ ہے کہ بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر حلقہ بنائیں، چھنگلی اور اس کے برابر والی انگلی کو بند کر لیں اور شہادت کی انگلی کو اس طرح اٹھائیں کہ انگلی قبلہ کی طرف جھکی ہوئی ہو، بالکل سیدھی آسمان کی طرف نہ اٹھانی چاہیے۔
- 4: ”إِلَّا اللَّهُ“ کہتے وقت شہادت کی انگلی تو نیچے کر لیں لیکن باقی انگلیوں کی جو ہیئت اشارے کے وقت بنائی تھی اس کو آخر تک برقرار رکھیں۔

سلام پھیرتے وقت:

- 1: دونوں طرف سلام پھیرتے وقت گردن کو اتنا موڑیں کہ پیچھے کوئی عورت بیٹھی ہو تو اس کو آپ کے رخسار نظر آجائیں۔
- 2: سلام پھیرتے وقت نظریں کندھے کی طرف ہونی چاہئیں، جب دائیں

طرف گردن پھیر کر ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ“ کہیں تو یہ نیت کریں کہ دائیں طرف جو فرشتے ہیں ان کو سلام کر رہی ہوں اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں طرف والے فرشتوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

فائدہ:

مذکورہ اعمال میں دونوں سجدے فرض ہیں۔ سجدے میں جانے اور نکلنے کی کیفیات مسنون ہیں۔ تین مرتبہ تسبیح سنت اور زائد طاق عدد میں مستحب ہے۔ جلسہ (دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا) واجب ہے۔ جلسہ میں بیٹھنے، دوسرے سجدے میں جانے اور اٹھنے کی ترتیب و کیفیات مسنون ہیں۔ قیام میں نظر سجدہ کی جگہ، رکوع میں پاؤں پر، سجدے میں ناک پر، بیٹھنے کی حالت میں گود میں اور سلام پھیرتے وقت کندھے پر ہونا مستحب ہے۔

دعا مانگنے کا طریقہ:

دونوں ہاتھ اتنے اٹھائے جائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں اور ان کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو۔ دعا کرتے وقت ہاتھوں کے اندرونی حصے کو چہرے کے سامنے رکھیں۔

[5]: بے قراری کی حالت کی دعا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 939 کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب)

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عظمت والا بردبار ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرشِ عظیم کا رب ہے، اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور عرشِ کریم کا رب ہے۔

ایکسواں سبق

[1]: شانِ اہل بیت رضی اللہ عنہم

﴿أَمَّا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُدْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾

(الاحزاب: 33)

ترجمہ: اے نبی کے اہل بیت! اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور رکھے اور تمہیں خوب پاکیزگی عطا فرمائے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے گھر والوں کو ان احکام پر عمل کرا کر خوب پاک و صاف کر دے (جو اس آیت سے پہلے والی آیات میں بیان ہوئے ہیں) اور ان کے مرتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاق کی ستھرائی عطا فرمائے جو دوسروں سے ممتاز اور فائق ہو۔ یہاں تطہیر سے مراد تہذیب، تصفیہ قلب اور تزکیہ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوتا ہے اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کی طرح معصوم تو نہیں مگر محفوظ کہلواتے ہیں۔

نوٹ: یہاں ”اہل بیت“ سے ازواجِ مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ اس آیت سے پہلے تمام تر خطابات ازواجِ مطہرات ہی سے ہوئے ہیں۔

[2]: مسنون تراویح

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَهُ أَنْ يُصَلِّيَ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَارَ وَلَا يُحْسِنُونَ أَنْ يَقْرَءُوا، فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ! فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَذَا شَيْعِيُّ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ أَحْسَنُ فَصَلَّى بِهِمْ.

عِشْرِينَ رَكْعَةً.

(اتحاف الخيرة المهرة للبوصيري: ج 2 ص 424 باب في قيام رمضان وماروي في عدد ركعاته)
ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں لوگوں کو رات کے وقت نماز (تراویح) پڑھایا کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اس لیے قرآن مجید اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے۔ اگر آپ رات کے وقت ان کو قرآن سنائیں (تو بہت اچھا ہے)۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہ ایک ایسی چیز ہے جو پہلے نہیں ہوئی۔ فرمایا: مجھے معلوم ہے لیکن یہ بہت اچھی چیز ہے۔ چنانچہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعتیں (تراویح) پڑھائیں۔

[3]: صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق چند عقائد

حب صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم:

صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت و گمراہی ہے۔

عفت امہات المؤمنین:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جن کا اولین مصداق امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں، ان کو پاک دامن اور صاحب ایمان ماننا ضروری ہے۔

فائدہ: امہات المؤمنین کے نام یہ ہیں:

(1) حضرت خدیجہ بنت خویلد (2) حضرت سودہ بنت زمعہ (3) حضرت عائشہ بنت صدیق اکبر (4) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم (5) حضرت زینب بنت خزیمہ

- (6) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ (7) حضرت زینب بنت جحش (8) حضرت جویریہ بنت الحارث (9) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان (10) حضرت صفیہ بنت حبیبہ (11) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم:

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب تھا اور ان کے مخالف خطا پر تھے، لیکن یہ خطا؛ خطا عنادی نہ تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی اور خطا اجتہادی پر طعن اور ملامت جائز نہیں بلکہ سکوت واجب ہے اور حدیث پاک میں اس پر ایک اجر کا وعدہ ہے۔

حق حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ اور یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں۔

[4]: مرد و عورت کی نماز میں فرق

مرد و عورت کے درج ذیل احکام ایک دوسرے سے مختلف ہیں:

- [1]: مرد نماز شروع کرتے وقت اپنے ہاتھ کانوں کے برابر اٹھائے جب کہ عورت ہاتھوں کو سینے کے برابر اٹھائے۔ (الجم الکبیر للطبرانی: ج 9 ص 144 رقم 17497)
- [2]: مرد نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 3 ص 321 ص 322، مسند یزید بن علی: ص 219)

جبکہ عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے۔

(مختلص الحقائق شرح کنز الدقائق: ص 153، السعایہ ج 2 ص 156)

- [3]: مرد رکوع میں اپنی انگلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے گھٹنوں کو پکڑے گا، اپنی

کہنیوں کو پہلو سے جدا رکھے گا، پشت کو سیدھا رکھے گا اور سر کو نہ اونچا کرے گا نہ نیچا۔
(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 125، 126، المعجم الاوسط للطبرانی ج 4 ص 281، صحیح مسلم: ج 1 ص 194)
جبکہ عورت رکوع میں مرد کی بنسبت کم جھکے گی، اپنے ہاتھ بغیر کشادگیے ہوئے گھٹنوں پر رکھے گی اور کہنیوں کو پہلو سے ملا کر رکھے گی۔

(مصنف عبدالرزاق ج 3 ص 50 رقم 5983، فتاویٰ عالمگیری: ج 1 ص 74)

[4]: مرد سجدہ میں اپنا پیٹ رانوں سے دور رکھیں گے، اپنی کہنیوں کو زمین سے بلند رکھتے ہوئے پہلو سے جدا رکھیں گے اور سرین کو اونچا کریں گے۔

(صحیح البخاری: باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم، باب لا يفتش ذراعيه في السجود، سنن ابی

داؤد: ج 1 ص 130)

جبکہ عورت ان سب اعضاء کو ملا کر اور سمٹا کر رکھے۔

(مراسیل ابی داؤد: ص 103، الکامل لابن عدی ج 2 ص 501 سنن الکبریٰ للبیہقی: ج

2 ص 222)

[5]: تعدہ میں مرد اپنا پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے۔

(صحیح البخاری: ج 1 ص 114، صحیح مسلم: ج 1 ص 194 ص 195)

جبکہ عورت بائیں کو لہے پر بیٹھے اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھے۔

(مسند ابی حنیفہ روایتاً للحصکفی: رقم الحدیث 114، الکامل لابن عدی ج 2 ص 501، السنن

الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 223)

[6]: مرد کا سر اگر نماز میں ننگا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن اس کے لیے پگڑی اور

ٹوپی افضل ہے۔ (صحیح البخاری: ج 1 ص 56، وغیرہ)

جبکہ عورت کی نماز بغیر دوپٹے کے نہیں ہوتی۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 94، سنن الترمذی: ج 1 ص 56، سنن ابن ماجہ: ص 48)

[7]: مردوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ فرض نماز باجماعت ادا کریں۔ اس کے ترک

پرنبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 80 تا 82، سنن النسائی: ج 1 ص 134 تا 136)

جبکہ عورت کے لیے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 84، الترغیب والترہیب للسنذری ج 1 ص 225)

[8]: عورت؛ مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی جبکہ مرد عورتوں کی امامت کرا سکتا

ہے۔

(محلّی ابن حزم: ج 3 ص 135، 136)

[9]: عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ (مسند احمد، طبرانی، بحوالہ اعلاء السنن: ج 4 ص 214)

لیکن اگر وہ جماعت کروانا ہی چاہیں [مثلاً رمضان میں حافظہ عورت تراویح

پڑھائے] تو ان کی امام صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 3 ص 131، مصنف عبدالرزاق: ج 3 ص 131)

جبکہ مردوں کا امام سب سے اگلی صف میں اکیلا کھڑا ہوگا۔

(سنن الترمذی: ج 1 ص 54، صحیح مسلم: ج 2 ص 417)

[10]: مردوں کے لیے اذان اور اقامت سنت موکدہ ہے جبکہ عورتوں کے لیے نہ

اذان مسنون ہے اور نہ اقامت۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 1 ص 408)

نوٹ: مرد و عورت کی نماز میں فرق کے تفصیلی دلائل کے لیے بندہ کی مرتب کردہ

فائل ”مرد و عورت کی نماز میں فرق“ ملاحظہ فرمائیں۔

[5]: دودھ پینے کی دعا

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 168 کتاب الاثر بے باب ما یقول اذا شرب اللبن)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لیے اس میں برکت ڈالے اور ہم کو مزید دیجیے۔

بائیسواں سبق

[1]: بدگمانی، جاسوسی اور غیبت کی ممانعت

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ
وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا
فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾

(الحجرات: 12)

ترجمہ: اے ایمان والو! زیادہ گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ کسی کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو! بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

[2]: غیبت و بہتان کی حقیقت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: "أَتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟" قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: "ذِكْرُكَ أَخَاكَ
بِمَا يَكْرَهُ"، قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: "إِنْ كَانَ فِيهِ مَا
تَقُولُ فَقَدْ اغْتَابْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهْتَهُ".

(صحیح مسلم: ج 2 ص 322 کتاب البر والصلۃ والآداب. باب تحریم الغیبۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) تو اپنے بھائی کے اس عیب کو ذکر کرے جس کا تذکرہ کرنا اسے ناپسند ہو۔ عرض کیا گیا: ذرا یہ بتائیے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب واقعتاً پایا جاتا ہو (تو کیا یہ بھی غیبت ہے)؟ فرمایا:

اگر وہ عیب اس میں موجود ہے جو تم کہہ رہے ہو تب تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ عیب اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔

[3]: وسیلہ جائز ہے

دعا میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی زندگی میں یا ان کی وفات کے بعد (مثلاً یوں کہنا کہ اے اللہ! فلاں نبی یا فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا قبول فرما) جائز ہے۔ کیونکہ ذواتِ صالحہ کے ساتھ توسل درحقیقت ان کے نیک اعمال کے ساتھ وسیلہ ہے اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ وسیلہ بالاتفاق جائز ہے۔

[4]: سجدہ سہو و سجدہ تلاوت کے مسائل

سجدہ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

- 1: کسی رکن یا فرض کو دہرانا :2 کسی واجب کو دوبار کرنا
- 3: کسی واجب کو تبدیل کرنا :4 کسی واجب کو چھوڑ دینا
- 5: کسی فرض یا رکن کو اس کے وقت سے پہلے یا بعد میں کرنا

سجدہ تلاوت کب واجب ہوتا ہے؟

- 1: خود آیت سجدہ کی تلاوت کرے یا کسی سے سنے۔
- 2: امام آیت سجدہ کی تلاوت کرے تو مقتدیوں پر بھی سجدہ واجب ہوگا۔

[5]: سواری پر سوار ہونے کی دعا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

(سنن الترمذی: ج2 ص182 ابواب الدعوات. باب ما یقول اذ ركب الناقۃ)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دے دیا ورنہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی کہ اس کو قابو میں لاسکتے اور بے شک ہم نے اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تیسواں سبق

[1]: مومنات کی صفات

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَشِيعِينَ وَالْخَشِيعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾
(الاحزاب: 35)

ترجمہ: بے شک فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں، عبادت گزار مرد اور عبادت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، دل سے عاجزی کرنے والے مرد اور دل سے عاجزی کرنے والی عورتیں، صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ نے مغفرت اور عظیم الشان اجر تیار کر رکھا ہے۔

فائدہ نمبر 1: آیت میں عورتوں کی دل جوئی اور ان کے اعمال کی مقبولیت کا خصوصی ذکر فرمایا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مقبولیت اور فضیلت کا دار و مدار اعمالِ صالحہ اور اطاعتِ خداوندی پر ہے۔ اس میں مرد و زن میں کوئی امتیاز نہیں۔

فائدہ نمبر 2: قرآن کریم کے عام احکام میں عموماً خطاب مردوں کو کیا گیا ہے، عورتیں اس میں ضمناً شامل ہوتی ہیں۔ اس طرح کے خطاب میں اشارہ ہوتا ہے کہ

عورتوں کے تمام معاملات پردہ پوشی پر مبنی ہیں۔ نیز اس میں ان کا اکرام و اعزاز بھی زیادہ ہے۔

[2]: رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت مسنون ہے

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أَصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَصَلَّيْ فَلَمْ يَزَفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ.

(سنن الترمذی: ج 1 ص 59 باب رفع الیدین عند الركوع)

ترجمہ: حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور شروع (تکبیر تحریمہ) کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔

[3]: اولیاء کے متعلق عقیدہ

ولی اللہ:

اس شخص کو کہتے ہیں جو گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان اتباع سنت ہے۔ جو جتنا تبع سنت ہو گا اتنا بڑا ولی اللہ ہو گا۔ ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور برحق ہے۔

ولایت:

کسی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف و الہام پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اتباع سنت پر ہے۔

کرامات اولیاء:

اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو ولی

کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا، اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اسکا انکار کرنا یا کرامت سے دھوکہ کھا کر اولیاء اللہ کے لیے اختیارات کا عقیدہ رکھنا، دونوں غلط ہیں۔

فائدہ: غیر متقی سے خرق عادت کام کا صدور ”استدراج“ کہلاتا ہے نہ کہ کرامت۔ کرامت؛ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور استدراج؛ شیطان کی طرف سے۔

[4]: مسافر اور مریض کی نماز کے احکام

جو شخص اپنی بستی یا شہر سے دور کم از کم اڑتالیس میل یا 77 کلو میٹر چلنے کی نیت سے سفر شروع کرے اسے شرعی مسافر کہتے ہیں۔ سفر میں مسافت کا اعتبار ہے کہ کتنی دور کا سفر ہے وقت اور سہولت کا نہیں، خواہ ہوائی جہاز وغیرہ سے کتنی ہی جلدی اور آرام سے سفر ہو جائے۔ مسافر جب اپنی بستی یا شہر کی آبادی کی آخری حدود سے باہر نکل جائے اس وقت سے قصر کرنے لگے اور جب تک سفر کرتا رہے اور درمیان میں کم از کم پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی یا شہر میں لوٹ نہ آئے تب تک قصر نماز پڑھتا رہے گا۔ اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے گا تو وہ مقیم بن جائے گا، مسافر نہ رہے گا۔ اسی طرح اگر کسی جگہ قیام کے بارے میں شک ہے کہ کتنے دن ٹھہرے گا؟ تب بھی وہ مسافر ہی شمار ہو گا خواہ پندرہ دن سے زیادہ ہی قیام کیوں نہ ہو جائے۔

نیت میں عورت اپنے ساتھ والے محرم مرد کے تابع ہے۔ قصر کا مطلب یہ ہے کہ چار رکعتوں والی فرض نمازوں میں دو رکعتیں پڑھے اور اگر مقیم امام کے پیچھے جماعت سے پڑھے تو یہ بھی پوری نماز پڑھے۔ سنتوں کا حکم یہ ہے کہ سہولت ہو تو پڑھنے کی کوشش کرے بلاوجہ ترک نہ کرے اور فجر کی سنتوں کا زیادہ اہتمام کرے۔

مریض کو پانی سے وضو کرنے میں نقصان ہے تو تیمم کرتا رہے لیکن نماز نہ

چھوڑے اور قیام نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو لیٹ کر پڑھ لے اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے ذرا جھکا ہوا کرے۔ رخ قبلہ کی طرف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں کہ کروٹ قبلہ رخ ہو یا ٹانگیں قبلہ رخ کر کے سر کو تکیہ وغیرہ سے اونچا کریں۔

[5]: سفر سے واپسی کی دعا

أَيُّبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 945 کتاب الدعوات. باب الدعاء اذا راد سفرًا ورجع)

ترجمہ: ہم سفر سے لوٹ کر آنے والے ہیں، اپنی لغزشوں سے توبہ کرنے والے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرنے والے ہیں اور اس کی تعریفیں کرنے والے ہیں۔

چوبیسواں سبق

[1]: زنا حرام ہے

﴿وَلَا تَقْرُبُوا الزَّوْجَ إِذَا كَانَ فَا حِشَّةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾

(بنی اسرائیل: 32)

ترجمہ: اور زنا کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

فائدہ: یعنی زنا کرنا تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت بڑی سخت نافرمانی ہے۔ لہذا اس کے قریب بھی مت جاؤ اور ”لَا تَقْرُبُوا“ میں مبادی زنا جیسے بد نظری، گانا وغیرہ سے بچنے کی ہدایت کر دی گئی۔

[2]: فضیلتِ تعلیمِ قرآن

عَنْ عُمَرَ بْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 752 کتاب فضائل القرآن. باب خیر کم من تعلم القرآن و علمہ)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور سکھائے۔

[3]: تصوف و تزکیہ

تصوف:

روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام ”تصوف“ ہے، جس کو

قرآن کریم میں ”تزکیہ نفس“ اور حدیث میں لفظ ”احسان“ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بیعت:

عقائد و اعمال کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ، سنت کے پابند،

دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے طالب، مجاز بیعت، شیخ طریقت سے بیعت ہونا مستحب بلکہ واجب کے قریب ہے۔

عورت اپنے پیر اور شیخ سے پردہ کرے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَوْمِتْ امْرَأَةً مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ: "مَا أَدْرِي أَيْدُ رَجُلٍ أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟"، قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ! قَالَ: "لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتُ أَظْفَارَكَ" يَعْنِي بِالْحِنَاءِ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 220 کتاب الترجل. باب فی الحضاب للنساء)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا، اس نے پرچہ دینے کے لیے پردہ کے پیچھے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہاتھ بڑھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس عورت نے کہا کہ ”یہ عورت کا ہاتھ ہے۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو رنگ لیتی!“ (یعنی مہندی لگا لیتی)

تشریح: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کرتی تھیں، اسی لیے تو ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اگر بے پردہ سامنے آتیں تو پردہ کی کیا ضرورت تھی؟!

فائدہ: اس حدیث سے ان جاہل پیروں کی گمراہی بھی معلوم ہوئی جو اپنی مریدنیوں کے گھروں میں بے محابا گھس جاتے ہیں اور پردہ کا اہتمام نہیں کرتے۔ بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ان سے کیا پردہ؟ پیر میاں ہیں، نیک آدمی ہیں۔ بھلا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون نیک، پارسا اور پاکباز ہوگا؟؟ جب صحابیات نے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم سے بھی پردہ کیا تو کسی دوسرے کے لیے کیا گنجائش ہو سکتی ہے جو نیکی کے جھوٹے دعوے کر کے بے محابا عورتوں میں چلے جاتے ہیں ایسے لوگ پیرو مرشد نہیں بلکہ گمراہ ہیں جو شیطان کی راہ دکھاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بیعت وغیرہ ہونا اور ان کو اپنا مرشد بنانا حرام ہے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کو ایسے پیروں سے بچنا ضروری ہے۔

[4]: نفل نمازیں

نماز پنجگانہ کے علاوہ کچھ خاص اوقات میں یا خاص مقاصد کے لیے نفل نمازوں کی فضیلت بھی احادیث مبارکہ میں آئی ہے جن میں سے معروف یہ ہیں:

نماز تہجد:

اس کا بہترین وقت صبح سے تھوڑا پہلے رات کا آخری حصہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول آٹھ رکعات کا تھا۔ یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرض تھی البتہ امت کے لیے نفل اور انتہائی بافضیلت نماز ہے۔

اشراق:

اس نماز کا وقت سورج طلوع ہو کر کچھ بلند ہو جانے سے لے کر تقریباً اڑھائی گھنٹے تک ہے۔ اس کی چار یا دو رکعتیں ہیں۔

چاشت:

اشراق کا وقت ختم ہونے پر اس کا وقت شروع ہوتا ہے اور دوپہر سے پہلے تک باقی رہتا ہے۔ اس کی چار یا آٹھ رکعتیں ہیں۔

ادابین:

مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد چار سے لے کر بیس رکعات تک نوافل کی ادائیگی نماز ادابین کہلاتی ہے۔

نماز توبہ:

عمومی گناہوں پر یا کسی خاص گناہ پر اپنی توبہ کو موثر بنانے کے لیے دو، چار رکعات نماز توبہ پڑھ کر خوب گڑگڑا کر معافی مانگی جائے۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

نماز حاجت:

کوئی ضرورت پھنسی ہو، کوئی مسئلہ حل نہ ہو رہا ہو یا کوئی مشکل درپیش ہو تو دور کعات پڑھ کر خاص اس حاجت کے لیے اللہ سے مانگا جائے۔

نماز استخارہ:

کسی مسئلے میں بات ایک طرف نہ لگ رہی ہو، رائے میں استحکام نہ آ رہا ہو، نفع نقصان واضح نہ ہو رہا ہو تو دو شقوں میں سے ایک کی تعیین میں اللہ سے مدد مانگنے کے لیے یہ نماز ہے۔ اس میں دو رکعت یکسوئی کے وقت مثلاً سوتے وقت پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد مسنون دعائے استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَ اَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ، وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ. اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّىْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَ عَاجِلِهِ وَ اَجَلِهِ، فَاقْدِرْهُ لِيْ، وَ يَسِّرْهُ لِيْ، ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ. وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هَذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّىْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَ عَاجِلِهِ وَ اَجَلِهِ، فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَ اصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَ اقْدِرْ لِيْ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهِ.

(بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارۃ)

دعا کرتے وقت جب ”ہذا الامر“ پر پہنچیں (جس کے نیچے لکیر لگی ہوئی ہے) تو اگر عربی جانتے ہیں تو اس جگہ اپنی حاجت کا تذکرہ کریں یعنی ”ہذا الامر“ کی جگہ اپنے کام کا نام لیں، مثلاً ”ہذا السفر“ یا ”ہذا النکاح“ یا ”ہذا التجارۃ“ یا ”ہذا

البيع“ کہیں، اور اگر عربی نہیں جانتے تو ”هذا الأمر“ ہی کہہ کر دل میں اپنے اس کام کے بارے میں سوچیں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں۔

استخارہ کی دعا کا مطلب و مفہوم

اے اللہ! میں آپ کے علم کا واسطہ دے کر آپ سے خیر اور بھلائی طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کا واسطہ دے کر میں اچھائی پر قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ سے آپ کا بڑا فضل مانگتا ہوں۔ آپ قدرت رکھتے ہیں اور مجھ میں قوت نہیں، آپ علم رکھتے ہیں میں علم نہیں رکھتا اور آپ غیب جاننے والے ہیں۔

یا اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں) میرے حق میں بہتر ہے، میرے دین کے لیے بھی بہتر ہے، میری معاش اور دنیا کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور انجام کار کے اعتبار سے بھی بہتر ہے اور میرے فوری نفع کے اعتبار سے اور دیرپا فائدے کے اعتبار سے بھی تو اس کو میرے لیے مقدر فرما دیجیے اور اس کو میرے لیے آسان فرما دیجیے اور اس میں میرے لیے برکت پیدا فرما دیجیے۔

اور اگر آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ معاملہ (اس موقع پر اس معاملہ کا تصور دل میں لائیں جس کے لیے استخارہ کر رہے ہیں) میرے حق میں برا ہے، میرے دین کے حق میں برا ہے یا میری دنیا اور معاش کے حق میں برا ہے یا میرے انجام کار کے اعتبار سے برا ہے، فوری نفع اور دیرپا نفع کے اعتبار سے بھی بہتر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے پھیر دیجیے اور مجھے اس سے پھیر دیجیے اور میرے لیے خیر مقدر فرما دیجیے جہاں بھی ہو، یعنی اگر یہ معاملہ میرے لیے بہتر نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دیجیے اور اس کے بدلے جو کام میرے لیے بہتر ہو اس کو مقدر فرما دیجیے، پھر مجھے اس پر راضی بھی کر دیجیے اور اس پر مطمئن بھی کر دیجیے۔

صلوة التَّسْبِيح:

یہ پسندیدہ نفل نماز ہے جس کی تاکید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کی تھی۔ اس نماز پر ہر قسم کے صغیرہ گناہوں کی معافی کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

طریقہ صلوة التَّسْبِيح:

تیسرے کلمہ کا پہلا حصہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ چار رکعت نفل میں تین سو مرتبہ پڑھنا ہے اس طرح کہ ہر رکعت میں 75 مرتبہ ہو جائے۔ اس کے دو طریقے روایات میں آتے ہیں جو درج ذیل نقشے سے واضح ہیں:

ارکان	تسبیح کب پڑھنی ہے	پہلا طریقہ	دوسرا طریقہ
قیام	”سبحانك اللهم“ کے بعد قرأت سے پہلے	X	15 مرتبہ
قیام	قرأت کے بعد رکوع سے پہلے	15 مرتبہ	10 مرتبہ
رکوع	”سبحان ربی العظیم“ (3 مرتبہ) کے بعد	10 مرتبہ	10 مرتبہ
قومہ	”ربنا لك الحمد“ کے بعد کھڑے ہو کر	10 مرتبہ	10 مرتبہ
پہلا سجدہ	”سبحان ربی الاعلیٰ“ (3 مرتبہ) کے بعد	10 مرتبہ	10 مرتبہ
جلسہ	دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے	10 مرتبہ	10 مرتبہ
دوسرا سجدہ	”سبحان ربی الاعلیٰ“ (3 مرتبہ) کے بعد	10 مرتبہ	10 مرتبہ
قعدہ اولیٰ	دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر	10 مرتبہ	X
قعدہ ثانیہ	(دوسری، چوتھی رکعت میں تشهد سے پہلے)	10 مرتبہ	
کل تعداد ایک رکعت میں			
کل تعداد چار رکعات میں			
		300 مرتبہ	300 مرتبہ

[5]: ملاقات کے وقت کی دعا

أَلْسَلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

(سنن الترمذی: ج 8 ص 98 کتاب الاستئذان باب ما ذکر فی فضل السلام)

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

پچیسواں سبق

[1]: ائمہ فقہاء کی تقلید کا ثبوت

﴿فَسَأَلُوا أَهْلَ الدِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(النحل: 43)

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔

امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی (متوفی 604ھ) اور علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (متوفی 1270ھ) نے اس آیت سے تقلید کو ثابت کیا ہے۔

(تفسیر کبیر: ج 8 ص 19، روح المعانی: ج 14 ص 148)

[2]: عظمتِ فقیہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ".

(سنن ابن ماجہ: ص 20 باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک فقیہ؛ شیطان پر ایک ہزار عبادت کرنے والوں (عابدین) سے بھاری ہے۔

[3]: اجتہاد و تقلید

اکمال دین کی عملی صورت مجتہد کا اجتہاد اور مجتہد کے اجتہاد پر عمل یعنی تقلید ہے۔ پس مطلق اجتہاد اور مطلق تقلید ضروریات دین میں سے ہے جس کا انکار کفر ہے البتہ متعین چار ائمہ (امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کی فقہ اور تقلید کا انکار کرنا

گمراہی ہے۔ چونکہ حق اہل السنۃ والجماعۃ کے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) میں بند ہے اس لیے نفس پرستی اور خواہش پرستی کے اس زمانے میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

نوٹ: ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول و فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے مقلد ہیں۔

اعتقادی و اجتہادی اختلاف:

اعتقادی اختلاف امت کے لیے زحمت ہے جبکہ مجتہدین کا اجتہادی اختلاف امت کے لیے رحمت ہے اور مقلدین و مجتہدین دونوں کے لیے باعثِ اجر و ثواب ہے مگر درست اجتہاد پر دو اجر ہیں اور غلط اجتہاد پر ایک اجر، بشرطیکہ اجتہاد کنندہ میں اجتہاد کرنے کی اہلیت ہو۔

اصول اربعہ:

دین اسلام کے اعمال و احکام اور جامعیت کے لیے اصول اربعہ؛ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت اور قیاس شرعی کا ماننا ضروری ہے اور ان اصول اربعہ سے ثابت شدہ مسائل کا نام ”فقہ“ ہے، جس کا انکار حدیث کے انکار کی طرح دین میں تحریف کا بہت بڑا سبب ہے۔

[4]: قضا نمازیں

اصل نماز وہی ہے جو وقت پر پڑھی جائے لیکن وقت میں نہ پڑھ سکیں تو معاف نہیں ہو جاتی بلکہ ذمے میں فرض رہتی ہے، بعد میں پڑھنے کو قضا کہتے ہیں۔ غفلت یا بے دینی کی وجہ سے بعض لوگوں کی بلوغ کے بعد سے کئی کئی سالوں کی نمازیں رہی ہوتی ہیں۔ ان کو قضا کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سوچ و بچار کر کے پہلے اندازہ قائم کریں کہ اتنے دنوں کی نمازیں رہتی ہیں اور لکھ لیں۔ پھر ہر وقتی نماز کے ساتھ

ایک گزشتہ قضا پڑھ لیں۔ وقتِ فجر کے ساتھ گزشتہ ایک فجر، ظہر کے ساتھ ظہر اور اسی طرح نوافل پر ان گزشتہ فرض نمازوں کو ترجیح دیں یعنی تہجد، اشراق کا معمول ہے تو ان نوافل کی جگہ بھی گزشتہ قضا نمازیں پڑھیں۔

اسی طرح گزشتہ کئی سالوں کی نمازیں قضا پڑھنے کی صورت میں دن تاریخ کی تعیین کے ساتھ نیت کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یوں نیت کی جاسکتی ہے کہ میرے ذمے فجر کی جتنی نمازیں ہیں، ان میں پہلی پڑھتی ہوں۔ جتنی ظہر کی ہیں ان میں سے پہلی پڑھتی ہوں۔ اب جو پڑھ چکیں گے تو اس سے اگلی پہلی بن چکی ہوگی۔ اس طرح اپنی بلوغت کے بعد کی رہی ہوئی نمازوں کو قضا پڑھیں۔ دراصل قضائے عمری اسی ترتیب کے ساتھ قضا نمازیں پڑھنے کا نام ہے۔ باقی عوام میں جو قضائے عمری کا تصور ہے کہ فضیلت والی رات مثلاً شب براءت یا شب قدر میں ایک نماز پڑھ کر سب نمازوں سے عہدہ برآ ہونا، یہ غلط تصور ہے۔ قضا شدہ نماز پڑھے بغیر توبہ استغفار کافی نہیں۔ توبہ بروقت نہ پڑھنے پر ہوگی اور قضا اپنی جگہ ضروری ہے۔

[5]: نماز کے بعد کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ .

(صحیح مسلم ج 1 ص 218 باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ)

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ملتی ہے اور تو برکت والا ہے

اے عزت والے! شان والے!

چھبیسواں سبق

[1]: کامیابی کا معیار

﴿وَالْعَصْرُ ○ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ○ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَصَّوْا بِالْحَقِّ وَتَوَصَّوْا بِالصَّبْرِ ○﴾

(سورۃ العصر)

ترجمہ: زمانے کی قسم، بے شک وہی انسان کامیاب ہے جس کا عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، اس حق بات (صحیح عقیدہ اور سنت عمل) کی تبلیغ و اشاعت بھی کرتا ہو اور (اگر اس تبلیغ و اشاعت پر مصائب و پریشانیاں آئیں تو ان پر) صبر کی تلقین بھی کرتا ہو۔

[2]: عمل سے زندگی بنتی ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَتَّبِعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ ائْتِنَانٍ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ يَتَّبِعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ."

(صحیح البخاری: ج 2 ص 964 کتاب الرقاق. باب سكرات الموت)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، دو لوٹ آتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے۔ میت کے پیچھے اس کے اہل و عیال اس کا مال اور اس کا عمل جاتے ہیں۔ اس کے اہل و عیال اور مال لوٹ آتے ہیں اور اس کا عمل باقی رہ جاتا ہے۔

[3]: جنات کے بارے میں عقائد

اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا فرمایا ہے جن کو ”جنات“ کہتے

ہیں۔ ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلف ہیں اور مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی عذاب و ثواب ہو گا۔ جنات میں کوئی نبی نہیں ہے۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور اور معروف ابلیس لعین ہے۔ جنات اگرچہ ہمیں نظر نہیں آتے مگر ہم ان کے وجود کو ایمان بالغیب کے طور پر مانتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔

[4]: میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

سامان غسل:

۱: غسل کا تختہ	۲: قبینچی	۳: بڑی چادر دو عدد
۴: صابن	۵: تولیہ دو عدد	۶: مشک اور کافور
۷: دستانے یا شاپر	۸: پانی کے 2 ٹب	۹: پانی ڈالنے کے لیے 2 ڈبے
۱۰: بیری کے پتے	۱۱: روئی	۱۲: ٹشو پیپر / ڈھیلے
۱۳: کفن	۱۴: چارپائی	

میت کو سنت کے مطابق غسل دینے میں جو مراحل پیش آتے ہیں انہیں بالترتیب تحریر کیا جاتا ہے:

- 1: میت کو جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین یا پانچ یاسات دفعہ لوبان کی دھونی دینی چاہیے۔ پھر میت کو اس پر اس طرح لٹائیں کہ قبلہ اس کی دائیں طرف ہو۔
- 2: میت کے بدن کے کپڑے چاک کر لیں اور ایک بڑا کپڑا جسم کے اوپر ڈال کر اندر ہی اندر کپڑے اتار لیں۔ یہ کپڑا موٹا ہونا چاہیے کہ گیلا ہونے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔

3: عورت کا سارا جسم ستر ہے، بلاوجہ دیکھنا اور ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ میت کو استنجا کرانے اور غسل دینے میں اس جگہ کے لئے دستانے پہن لینے چاہئیں یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لینا چاہیے کیونکہ جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی دستانوں کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں اور نگاہ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں یا ٹشو پیپر سے استنجا کرائیں اور پھر پانی سے پاک کریں۔

4: میت کو وضو کرائیں۔ وضو میں گٹوں تک ہاتھ دھلائیں، نہ کلی کرائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے ہونٹوں، دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر کر چھینک دیں۔ اسی طرح یہ عمل تین دفعہ کریں۔ پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کریں۔

وضاحت: اگر انتقال ایسی حالت میں ہوا ہو کہ میت پر غسل فرض ہو (مثلاً کسی شخص کا جنابت کی حالت میں، یا کسی عورت کا حیض و نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے) تو بھی منہ اور ناک میں پانی ڈالنا درست نہیں ہے۔ البتہ دانتوں اور ناک میں ترکپڑا پھیر دیا جائے تو بہتر ہے مگر ضروری نہیں ہے۔ پھر ناک، منہ اور کانوں میں روئی رکھ دیں تاکہ وضو اور غسل کے دوران پانی اندر نہ جائے۔ پھر منہ دھلائیں، پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلائیں، پھر سر کا مسح کرائیں، پھر تین دفعہ دونوں پیر دھلائیں۔

5: جب وضو مکمل ہو جائے تو سر کو گل خیر و، خطمی، بیسن یا صابن وغیرہ سے مل کر دھوئیں۔

6: پھر اسے بائیں کروٹ لٹائیں اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا انیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے پاؤں تک اتنا ڈالیں کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

7: پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سے سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالیں کہ نیچے کی جانب دائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

8: اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بھلانے کے قریب کر دیں اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں۔ اگر کچھ (پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) خارج ہو تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دیں، وضو اور غسل دہرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس ناپاکی کے نکلنے سے میت کے وضو اور غسل میں کوئی نقصان نہیں آتا۔

9: پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہا دیں کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے۔ پھر دوسرا دستانہ پہن کر سارا بدن کسی کپڑے سے خشک کر کے دوسرا خشک کپڑا لپیٹ دیں۔

10: پھر چار پائی پر کفن کے کپڑے اس طریقے سے اوپر نیچے بچھائیں جو آگے کفن پہنانے کے مسنون طریقے میں آ رہا ہے۔ پھر میت کو آرام سے غسل کے تختے سے اٹھا کر کفن کے اوپر لٹادیں اور ناک، کان اور منہ سے روئی نکال دیں۔

[5]: غصے یا برے خواب کے وقت کی دعا

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

(سنن الترمذی، ج 2 ص 183 ابواب الدعوات، باب ایقول عند الغضب)

ترجمہ: میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے۔

ستائیسواں سبق

[1]: فریضتِ جہاد

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(البقرة: 216)

ترجمہ: تم پر جہاد فرض کیا گیا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور یہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناگوار سمجھو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو حالانکہ وہ تمہارے حق میں مضر ہو اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

فائدہ: جہاد یعنی قتال فی سبیل اللہ مسلمانوں پر فرض ہے۔ چونکہ یہ فریضہ مشکل ہے اس لیے نفس کو طبعی طور پر گراں اور بھاری معلوم ہوتا ہے مگر اللہ نے اس میں خیر ہی خیر رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے کہ کس چیز میں خیر ہے اور کس میں شر۔ جہاد فرض ہے اور اس کا انکار اور توہین کرنا کفر ہے۔

[2]: جہاد میں خواتین کی شرکت

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ أَخْلَفُهُمْ فِي رِحَالِهِمْ فَأَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَأُدَاوِي الْجُرْحَى وَأَقُومُ عَلَى الْمَرْطَى.

(صحیح مسلم: ج 2 ص 117 کتاب الجہاد والسیر۔ باب النساء الغازیات یرضخ لهن ولا یسهم)

ترجمہ: حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک ہوئی۔ میں مجاہدین کے پیچھے ان کے ٹھکانوں میں رہتی تھی، ان کے لیے کھانا تیار کرتی، مریضوں کی دوائی وغیرہ کا انتظام اور بیماروں

کی دیکھ بھال کرتی تھی۔

[3]: جہاد فی سبیل اللہ؛ فضائل و احکام

دین اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمنانِ اسلام سے مسلح جنگ کرنا اور اس میں خوب جان و مال خرچ کرنا ”جہاد فی سبیل اللہ“ کہلاتا ہے۔ دین اسلام کی سر بلندی، دین کا تحفظ، دین کا نفاذ، دین کی بقاء، مسلمانوں کی عزت و عظمت، شان و شوکت اور جان و مال کا واحد ذریعہ ”جہاد فی سبیل اللہ“ ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ﴾

(التوبہ: 111)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں کی جان اور مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں (مجرموں کو) قتل کرتے ہیں اور (خود) قتل ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُؤَادًا فَنَاقَةً فَقَدْ وَجَّهَتْ لَهُ الْجَنَّةَ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 367 کتاب الجہاد۔ باب فیمن سئل اللہ تعالیٰ الشہادۃ)

ترجمہ: جو شخص تھوڑی دیر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتا ہے تو جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 27 مرتبہ خود جہاد کا سفر کیا اور اللہ کے راستے

میں لڑتے ہوئے شہید ہونے کی تمنا فرمائی ہے۔

جہاد کی اقسام:

جہاد کی دو قسمیں ہیں:

1: اقدامی جہاد 2: دفاعی جہاد

اقدامی جہاد:

کافروں کے ملک میں جا کر کافروں سے لڑنا ”اقدامی جہاد“ کہلاتا ہے۔ اقدامی جہاد میں سب سے پہلے کافروں کو اسلام کی دعوت دی جاتی ہے۔ اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اور اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کر دیں تو پھر ان سے قتال کیا جاتا ہے۔ عام حالات میں جہاد اقدامی فرض کفایہ ہے اور اگر امیر المؤمنین نفیر عام (یعنی سب کو نکلنے) کا حکم دے تو اقدامی جہاد بھی فرض عین ہو جاتا ہے۔

دفاعی جہاد:

اگر کافر مسلمانوں کے ملک پر حملہ کر دیں تو ان مسلمانوں کا کافروں کے حملے کو روکنا ”دفاعی جہاد“ کہلاتا ہے۔ اگر وہ مسلمان ان کے روکنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اور اگر طاقت رکھتے ہوں مگر سستی کرتے ہوں تو ہمسایہ ممالک کے مسلمان ان کے حملے کو روکیں۔ جہاد دفاعی فرض عین ہے۔

فائدہ:

جہاد کرنے سے پہلے جہاد کی تربیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ جہاد کی تربیت حاصل کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ﴾

ترجمہ: اور کافروں کے ساتھ لڑنے کے لیے جتنی قوت حاصل کر سکتے ہو، کرو۔

[4]: عورت کی تکفین کے مسائل

عورت کا مسنون کفن

- 1: ازار: سر سے پاؤں تک (مردوں کی طرح)
- 2: لفافہ: ازار سے لمبائی میں ایک ذراع (ڈیڑھ فٹ) زیادہ
- 3: کرتہ: بغیر آستین اور کلی کے ایسا کرتہ جو گردن سے پاؤں تک ہو۔
- 4: سینہ بند: بغل سے رانوں تک ہو تو اچھا ہے ورنہ ناف تک بھی درست ہے اور چوڑائی میں اتنا ہو کہ بندھ جائے۔
- 5: سر بند: اسے خماریا اوڑھنی بھی کہتے ہیں، یہ تین ہاتھ لمبا ہونا چاہیے۔

خلاصہ: عورت کے کفن میں تین کپڑے تو بعینہ وہی ہیں جو مرد کے لیے ہوتے ہیں البتہ دو کپڑے زائد ہیں؛ سینہ بند اور سر بند۔

عورت کی تکفین کا مسنون طریقہ:

عورت کے لیے پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھائیں۔ پھر قمیص کا نچلا نصف حصہ بچھا دیں اور اوپر کا باقی نصف حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دیں۔ پھر میت کو غسل کے تختے سے آرام سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں اور قمیص کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو اس طرح سر کی طرف الٹ دیں کہ قمیص کا سوراخ (گریباں) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دیں۔ جب قمیص پہنا چکیں تو جو تہ بند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دیں اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دیں۔ عورت کو زعفران بھی لگا سکتے ہیں۔

پھر اعضائے سجدہ (پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں) پر کافور مل دیں، پھر سر کے بالوں کو دوحصے کر کے قمیص کے اوپر سینے کی طرف

ڈال دیں، ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا باہنی طرف۔ پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دیں۔ ان کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہیے۔

اس کے بعد میت کے اوپر ازار اس طرح لپیٹیں کہ بایاں کنارہ نیچے اور دایاں کنارہ اوپر رہے۔ اس کے بعد سینہ بند سینوں کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں تک دائیں بائیں باندھیں۔ پھر لفافہ اس طرح لپیٹیں کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں اوپر رہے اس کے بعد کپڑے کی کترن سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں اور بیچ میں کمر کے نیچے کو بھی ایک بڑی دھجی نکال کر باندھ دیں تاکہ ہلنے سے کھل نہ جائے۔

[5]: دشمن سے مقابلے کے وقت کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میدانِ جہاد جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو آپ یہ دعائیں پڑھتے تھے:

1: اللَّهُمَّ أَنْتَ عَصْدِي وَنَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ وَبِكَ أَصُولُ وَبِكَ أَقَاتِلُ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 353 کتاب الجہاد، باب ما یدعی عند اللقاء)

ترجمہ: اے اللہ! تو ہی میرا بازو (قوت) ہے اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیری ہی توفیق سے میں برائی سے بچتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے میں لڑتا ہوں۔

2: اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَوَجَّهِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ! اهْزِمْهُمْ وَأَنْصُرْ نَاعِلِيَهُمْ.

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 353 کتاب الجہاد، باب فی کراہیۃ تمنی لقاء العدو)

ترجمہ: اے کتاب نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے اللہ! ان (دشمنوں) کو شکست دے اور ہمیں ان پر غالب فرما!

اٹھائیسواں سبق

[1]: عذابِ قبر کا ثبوت

﴿الَّذِينَ يُعْرِضُونَ عَلَيْهَا غُضُوفًا وَعَشَبًا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا
أَلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

(المؤمن: 46)

ترجمہ: آگ ہے جس کے سامنے انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی (اس دن حکم ہو گا کہ) فرعون کے لوگوں کو سخت عذاب میں داخل کر دو۔
فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبر میں عذاب عرض نار ہے جبکہ جہنم میں عذاب دخول نار کی صورت میں ہو گا۔ یہ آیت عذابِ قبر کی واضح دلیل ہے۔

[2]: عذابِ قبر

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيَّعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِ لَيْبِنَى النَّجَّارِ عَلَى بَعْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبَرُ بَيْتَهُ أَوْ حَمْسَةَ أَوْ أَرْبَعَةَ فَقَالَ: "مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ؟" فَقَالَ رَجُلٌ: أَنَا! قَالَ: "فَمَنْ مَاتَ هُوَ لَاءٌ؟" قَالَ: مَا تَوَّأ فِي الْإِشْرَاكِ. فَقَالَ: "إِنَّ هَذِهِ الْأُمَّةُ تُبْتَلَى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدْفِنُوا الدَّعَوْتُ اللَّهُ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ."

(صحیح مسلم: ج 2 ص 386 کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا، باب عرض مقعد المیت من الجنۃ

والنار)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہو کر نبی نجار کے باغ میں جا رہے تھے اور ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ سواری بدک گئی، قریب

تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نیچے گرا دے۔ وہاں اس جگہ دیکھا کہ چھ، پانچ یا چار قبریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی ان قبر والوں کو پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا: جی ہاں! میں ان قبر والوں کو جانتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس آدمی نے عرض کیا: یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں کو ان قبروں میں عذاب ہو رہا ہے، کاش کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کا عذاب سنا دے جیسے میں سن رہا ہوں۔

[3]: موت اور موت کے بعد کے متعلق عقیدہ

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کو جس جگہ دفن کیا جاتا ہے اس کو ”قبر“ کہتے ہیں اور اگر کوئی مردہ جل کر راکھ ہو جائے یا کوئی انسان پانی میں غرق ہو جائے یا کسی انسان کو کوئی جانور کھا جائے تو جہاں جہاں اس کے جسم کے ذرات ہوں گے ان کے ساتھ روح کا تعلق قائم کر کے اسی جگہ کو اس انسان کے لیے قبر بنا دیا جاتا ہے۔ مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے؛ منکر اور نکیر آتے ہیں۔ وہ تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟)

2: مَنْ نَبِيِّكَ؟ (تیرا نبی کون ہے؟)

3: مَا دِينُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟)

جو انسان ان تین سوالات کا درست جواب دیتا ہے اس کو قبر میں سکون اور آرام ملتا ہے، اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے اور جو ان تین سوالوں کا درست جواب نہیں دیتا اس کی قبر کو اس کے

لیے تنگ کر دیا جاتا ہے اور قبر کو جہنم کا گڑھا بنا دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ

ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(سنن الترمذی: ج 2 ص 73 کتاب صفۃ القیامۃ والرتائق والورع عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

[4]: جمعہ کے دن سے متعلق سنن و آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان ہو جائے تو اللہ

تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ (الجمعة: 9)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اگر کسی مسلمان کو حسن

اتفاق سے خاص اس گھڑی میں خیر اور بھلائی کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی توفیق مل

جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا فرمادیتے ہیں۔

(صحیح البخاری: 1 ص 128 کتاب الجمعة. باب الساعة التي في يوم الجمعة)

آداب جمعہ مبارک:

1: جمعہ کے دن صفائی ستھرائی اور نہانے کا اہتمام کرنا، تیل لگانا، زیر ناف بال

صاف کرنا، ناخن کاٹنا۔

2: جمعہ کے دن نئے کپڑے یا کم از کم پاک صاف کپڑے پہننا اور میسر ہو تو

خوشبو لگانا۔

3: جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ ذکر و تسبیح، تلاوت قرآن اور دعا، صدقہ اور

خیرات کرنا۔

4: صلوٰۃ التسبیح پڑھنا (صلوٰۃ التسبیح کی جماعت کروانا مکروہ ہے)

5: جمعہ کے دن کثرت سے درود و سلام پڑھنے کا اہتمام کرنا۔

6: جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنا۔

ایک روایت کے مطابق جو شخص جمعہ کے دن یہ سورت پڑھے گا اس کے پچھلے جمعہ تک کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(الترغیب والترہیب: ج 1 ص 298 کتاب الجمعة. الترغیب فی صلاة الجمعة والسعی الیہا)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورۃ الکہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کر لے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

(صحیح مسلم: ج 1 ص 271 کتاب فضائل القرآن. باب فضل سورۃ الکہف وآیۃ الکرسی)

7: جمعہ کے دن عصر سے مغرب تک قبولیت دعا کے اوقات میں ذکر، فکر، عبادت اور دعا میں مشغول رہنا۔

[5]: مریض کی عیادت کے وقت کی دعا

أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ.

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 90 کتاب الجنائز. باب الدعاء للمریض عند العیادة)

ترجمہ: میں اللہ عظیم سے سوال کرتی ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

نوٹ: یہ دعا مریض کے پاس سات مرتبہ پڑھی جائے۔

انتیسواں سبق

[1]: قیامت برحق ہے

﴿وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾

(الحج: 7)

ترجمہ: اور یقیناً قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اٹھائیں گے جو قبروں میں ہیں۔

[2]: قیامت کے دن کی ہولناکی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "يَعْرِقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَذْهَبَ عِرْقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتَّى يَبْلُغَ أَذَانَهُمْ."

(صحیح البخاری: ج 2 ص 967 کتاب الرقاق. باب قول اللہ تعالیٰ "أَلَا يظن أولئك

أنهم مبعوثون")

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو اتنا پسینہ آئے گا جو زمین کے اندر ستر گز تک چلا جائے گا اور پسینہ ان کے لیے لگام بن جائے گا یہاں تک کہ یہ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا۔

[3]: قیامت کے متعلق عقائد

اللہ تعالیٰ جب اس عالم کو فنا کرنا چاہیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا، وہ صور پھونکیں گے جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہوگی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند، پرند سب حیرت کے

عالم میں بھاگنے لگیں گے۔ جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آجائے گا، مردے قبروں سے اٹھیں گے، یہی قیامت کا دن ہو گا، ہر بندے کو بارگاہِ الہی میں پیش ہونا ہو گا، رب کے سامنے آکر ہم کلام ہونا پڑے گا، درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہو گا، دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے، ان کے بارے میں جواب دہی ہوگی، انسان کا ہر عمل اللہ کے علم، لوح محفوظ اور کراماتین کے رجسٹر میں محفوظ ہو گا۔

جس طرح ریکارڈ انسان کی آواز کو محفوظ کر لیتا ہے اور ریکسرہ ویڈیو کو محفوظ کر لیتا ہے اسی طرح زمین بھی انسان کے ہر قول و فعل کو ریکارڈ کر رہی ہے اور قیامت کے دن وہ سب کچھ اُگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا، انسانی اعضاء و جوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولیں گے۔ اس دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کو یہ سعادت نصیب ہوگی جبکہ گمراہ لوگ اس سے محروم رہیں گے۔

اس دن ایک ترازو قائم ہو گا جس کے ذریعہ اعمال تولے جائیں گے جبکہ جہنم کی پشت پر پیل صراط قائم ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔ ہر شخص کی رفتار اس کے اعمال کے مطابق ہوگی۔ قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے سچاس ہزار سال کا ہو گا۔ اس دن موت کو ایک دنے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہوگی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی، اہل

جنت اور اہل جہنم سب کو ہمیشہ رہنا ہے۔ یہ فیصلے کا دن ہے۔ آخر کار جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے۔

[4]: اولاد کی تربیت

اللہ کا ارشاد ہے:

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔
(التحریم: 6)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ان لوگوں کے حقوق کو ضائع کرے جو اس کی پرورش میں ہوں۔

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 249 کتاب الزکوٰۃ۔ باب فی صلۃ الرحم)

آداب:

- 1: اولاد کو اللہ تعالیٰ کا انعام سمجھنا، اولاد کی پیدائش پر ایک دوسرے کو مبارک باد دینا۔
- 2: اگر اولاد نہ ہو تو خدا سے صالح اولاد کے لیے دعا کرنا۔
- 3: اولاد کی پیدائش پر کبھی تنگ دل نہ ہونا، معاشی تنگی یا صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ سے اولاد کی پیدائش پر پریشان ہونے یا اس کو اپنے حق میں مصیبت سمجھنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا۔
- 4: بچے کو نہلانے کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا۔
- 5: اذان و اقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوانا اور بچے کے لیے خیر و برکت کی دعا کروانا۔
- 6: بچے کے لیے اچھا سا نام تجویز کرنا جو انبیاء علیہم السلام اور نیک لوگوں کے

ناموں میں سے ہو یا خدا کے ناموں سے پہلے لفظ ”عبد“ لگا کر ہو۔ اگر غلطی اور لاعلمی سے غلط نام رکھا ہو تو تبدیل کرنا۔

7: ساتویں دن عقیقہ کرنا، لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری یا بکری ذبح کرنا اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کرنا۔

8: اگر بچے میں برداشت ہو تو ساتویں دن ختنہ کرنا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کروایا تھا۔

9: جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ طیبہ سکھانا۔

10: بچوں کو بلی، کتے، اندھیرے وغیرہ سے ڈرانے سے پرہیز کرنا، ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری عمر دماغ پر چھایا رہتا ہے۔

11: بچے کو نامناسب بات پر ڈانٹنے کے بجائے پیار محبت سے سمجھانا۔

12: اولاد کا زیادہ بناؤ سنگار نہ کرنا۔ اگر لڑکا ہے تو اس کے بال زیادہ بڑھانے کی اجازت نہ دینا۔ اگر لڑکی ہے تو جب تک پردہ کے قابل نہ ہو جائے تو اس کو زیور نہ پہنانا۔

13: اولاد کو پاکیزہ تعلیم سے آراستہ کرنے لیے حد درجہ کوشش کرنا اور اس کو ایسے سکول اور کالج میں داخل کروانا جہاں ان کے اخلاق اور ایمان برباد ہونے کا خدشہ نہ ہو۔

14: بچہ جب سات سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کا حکم دینا اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر مارنا اور اس کا بستر علیحدہ کرنا۔

15: بالغ ہونے کے بعد جلد از جلد ان کا نکاح کرنا۔ اگر بلا عذر ان کے نکاح میں تاخیر کی اور اولاد سے کوئی جنسی گناہ صادر ہو جائے تو ماں باپ اس گناہ میں برابر کے

شریک ہوں گے۔

16: اولاد کے مابین تقسیم کرنے میں عدل و انصاف اور مساوات کا معاملہ کرنا۔
اگر ترجیح دینی ہو تو بیٹی کو دینا۔

17: بچے کو چیزیں دے کر کسی غریب کو دلوانا تاکہ ان میں سخاوت کی صفت پیدا ہو جائے۔

18: بچے کی ہر ضد پوری نہ کرنا کیونکہ اس سے بچے کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔

19: کبھی کبھی ان کو نیک لوگوں کی کہانیاں سنانا تاکہ ابھی سے ان میں اُنہی کی طرح کے جذبات پیدا ہو جائیں۔

20: اولاد کو کوئی ایسا ہنر سکھانا کہ جس سے بوقت ضرورت چند پیسے کما سکیں اور محتاجی سے بچ سکیں۔

[5]: چھینک کے وقت کی دعا

جسے چھینک آئے وہ یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. (تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں)

سننے والی جواب میں یہ کہے:

يٰرَحْمٰتِ اللّٰہِ. (اللہ آپ پر رحم فرمائے)

چھینکنے والی پھر یہ کہے:

يٰہٰدِیْکُمْ اللّٰہُ وَ یُصَلِّحْ بِاَلْکُمْ. (اللہ آپ کو ہدایت دے اور آپ کی

حالت کو درست کرے)

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 338 کتاب الادب. باب کیف تسمیت العاطس)

تیسواں سبق

[1]: زکوٰۃ اور سود کا تقابل

﴿وَمَا آتَيْتُمْ مِّن رِّبَا لِّيَرْبُوَ فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوا عِنْدَ اللَّهِ وَمَا آتَيْتُمْ مِّن زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ﴾

(الروم: 39)

ترجمہ: اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں شریک ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو تو (غور سے سن لو) یہی لوگ ہیں جو درحقیقت (اپنے مال کو) بڑھانے والے ہیں۔

[2]: زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَوَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبَابَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْمِ مَبِيهٍ - يَعْنِي شِدْقِيهِ - ثُمَّ يَقُولُ أَكَا مَالِكَ أَنَا كُنْتُكَ" ثُمَّ تَلَا ﴿لَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ﴾ الْآيَةَ.

(صحیح البخاری: ج 2 ص 655 کتاب التفسیر۔ باب تفسیر سورۃ آل عمران)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ نے مال دیا ہو پھر بھی وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے مال کو گنچے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر اس کی دونوں باجھوں کو پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ الْخ" (ترجمہ آیت: جو

لوگ اس مال میں بخل سے کام لیتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھی بات ہے بلکہ یہ ان کے لیے بری بات ہے۔ جس مال میں انہوں نے بخل سے کام لیا ہو گا قیامت کے دن وہی مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا۔ [سورۃ آل عمران: آیت نمبر 180]

[3]: قیامت کی علامات صغریٰ

یہ وہ علامات ہیں جن میں سے بعض کا ظہور تو آج سے کافی عرصہ پہلے ہو چکا ہے اور بعض کا ظہور ہو رہا ہے اور بڑی علامات ظاہر ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ علامات صغریٰ بہت ساری ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

- 1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔
- 2: ظلم و ستم عام ہو جائے گا۔
- 3: شرم و حیا اٹھ جائے گی۔
- 4: شراب کو ”نبیذ“ سود کو ”خرید و فروخت“ اور رشوت کو ”ہدیہ“ کا نام دے دیا جائے گا۔
- 5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا۔
- 6: سرکاری خزانہ کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔
- 7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔
- 8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔
- 9: شوہر؛ بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔
- 10: آدمی اپنے دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔
- 11: ذلیل اور فاسق لوگ قوم کے سردار بن جائیں گے۔

- 12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہوگا۔
 13: مسجدوں میں زور زور سے باتیں ہوں گی۔
 14: شراب عام ہوگی۔
 15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔
 16: مردوں میں ریشم کا لباس عام ہو جائے گا۔
 17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

[4]: زکوٰۃ کے مسائل و احکام

صاحبِ نصاب کی تعریف:

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا (تقریباً 87.48 گرام) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) یا نقدی مال یا تجارت کے سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان چاروں چیزوں کا یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو ”صاحبِ نصاب“ کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے لیے شرائط:

- 1: آدمی کا مسلمان ہونا۔
 2: زکوٰۃ دینے والے کا آزاد ہونا۔
 3: صاحبِ عقل ہونا۔
 4: بالغ ہونا۔
 5: نصاب کا مالک ہونا۔
 6: مال کا بڑھنے والا ہونا۔
 7: اس مال پر ایک سال کا گزر چکا ہونا۔
 8: مال کا قرضے سے فارغ ہونا۔

[5]: بارش مانگنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا، اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا، اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا.

(صحیح مسلم ج 1 ص 293 ابواب الجمعۃ۔ باب الدعاء فی الاستسقاء)

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں بارش عطا فرما۔

اکتیسواں سبق

[1]: مصیبت؛ گناہ کا وبال ہے

﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ
وَإَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾

(النساء: 79)

ترجمہ: تمہیں جو بھی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ محض اللہ کی طرف ہوتی ہے اور جو بھی برائی پہنچتی ہے تو وہ تمہارے اپنے سبب سے ہوتی ہے اور (اے پیغمبر!) ہم نے آپ کو لوگوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ گواہی دینے کے لئے کافی ہے۔

فائدہ: انسان کو چاہیے کہ نیکی کو حق تعالیٰ کا فضل اور احسان سمجھے اور سختی اور برائی کو اپنے اعمال کی شامت جانے۔

[2]: جس سے محبت اسی کے ساتھ انجام

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 911 کتاب الادب، باب علامۃ الحب فی اللہ عزوجل)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس نے محبت کی۔

[3]: قیامت کی علاماتِ کبریٰ

وہ نشانیاں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ قیامت کے قریب ظاہر ہوں گی جیسے امام مہدی کا ظہور، دجال کا خروج، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے نزول، یا جوج ماجوج، دآبۃ الارض کا خروج

و غیرہ۔

ظہور مہدی:

قیامت کی علامات کبریٰ میں پہلی علامت امام مہدی کا ظہور ہے۔ ”مہدی“ لغت میں ہر ہدایت یافتہ کو کہتے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر اس عالم کو جس کا علم صحیح ہو ”مہدی“ کہا جاسکتا ہے بلکہ ہر سچے اور پکے مسلمان کو مہدی کہا جاسکتا ہے لیکن جس ”مہدی موعود“ کا ذکر احادیث میں آیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر زمانہ میں اس کے ظہور کی خبر دی ہے اس سے مراد ایک خاص شخص ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے، ان کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہوگا، سیرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے، مدینہ کے رہنے والے ہوں گے، مکہ میں ان کا ظہور ہوگا، شام اور عراق کے اولیاء اور ابدال ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ جو خزانہ خانہ کعبہ میں مدفون ہے حضرت مہدی اسے نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے۔ پہلے ان کی حکومت عرب میں ہوگی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی، دنیا کو عدل اور انصاف سے بھر دیں گے جبکہ اس سے پیشتر دنیا ظلم و ستم سے بھری ہوگی، شریعت محمدیہ کے مطابق آپ کا عمل ہوگا۔ امام مہدی کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور انہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی؛ نصاریٰ سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔

[4]: زکوٰۃ کے بقیہ احکام

زکوٰۃ کے مصارف:

1: فقراء.... ”فقیر“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

2: مساکین... ”مسکین“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس کچھ ہو لیکن ضرورت سے کم ہو۔

3: عاملینِ زکوٰۃ... اسلامی حکومت کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر اہل کار
4: موکفۃ القلوب... نو مسلم جن کی دل جوئی کے لیے انہیں زکوٰۃ دی جاتی تھی لیکن اب یہ مصرف باقی نہیں رہا۔

5: غارمین... ایسے مقروض لوگ جن کے تمام اثاثے ان کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہوں، یا اگر یہ لوگ اپنے اثاثوں سے قرض ادا کریں تو نصاب کے بقدر ان کے پاس مال باقی نہ رہے۔

6: فک رقاب... غلاموں کو آزادی دلانے کے لیے۔

7: فی سبیل اللہ... جہاد پر جانے والوں کے ساز و سامان کی تیاری میں۔

8: ابن سبیل... مسافر کے لیے یعنی وہ شخص جس کے پاس اگرچہ اپنے وطن میں نصاب کے بقدر مال تو موجود ہے لیکن سفر میں اس کے پاس اتنی رقم نہ ہو جس سے وہ سفر کی ضروریات پوری کر کے وطن واپس جاسکے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط:

1: فقیر کو مالک بنانا

2: زکوٰۃ مستحق کو دینا۔

3: زکوٰۃ دینے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا۔

جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں:

1- زکوٰۃ کی رقم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے لیے حلال

نہیں۔ آپ کے خاندان سے مراد ہیں: آل علی، آل عقیل، آل جعفر، آل عباس اور آل حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم۔ جو شخص مذکورہ پانچ

- بزرگوں کی نسل سے ہو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے، ان کی مدد کسی اور ذریعے سے کرنی چاہیے۔
- 2- کافر کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
- 3- ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
- 4- شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔
- 5- اپنے آباء و اجداد یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہ اور اپنی آل اولاد یعنی بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ نواسی وغیرہ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ان کے علاوہ باقی مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔
- 6- مسجد میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دے سکتے۔

[5]: درد سے نجات کے لیے دعا

درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ بسم اللہ پڑھیں اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھیں۔

أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ.

(صحیح مسلم: ج 2 ص 224 کتاب السلام باب استجاب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی پناہ میں آتی ہوں اس درد کے شر سے جو مجھے محسوس ہو رہا ہے اور جس سے میں ڈرتی ہوں۔

بتیسواں سبق

[1]: رمضان کے روزے کی فرضیت

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾

(البقرہ: 185)

ترجمہ: رمضان کا مہینا وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لیے سراپا ہدایت اور ایسی روشن نشانیوں کا حامل ہے جو سیدھی راہ دکھاتی ہیں اور حق و باطل کے درمیان فرق کرتی ہیں۔ اس لئے تم میں سے جو شخص بھی یہ مہینا پائے تو وہ اس میں ضرور روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا تاکہ تم (روزوں کی) گنتی پوری کر لو اور اللہ نے تمہیں جو طریقہ سکھایا ہے اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ تم شکر گزار بنو۔

[2]: روزہ و قرآن کی دربار الہی میں سفارش

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الْصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يُشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، فَيَقُولُ الصَّيَّامُ: أَمْسَى رَبِّ! وَإِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفَعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفَعْنِي فِيهِ، فَيُشَفَّقَانِ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج 2 ص 346 کتاب تعظیم القرآن. فصل ادا نما تلاوة القرآن)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا: روزہ اور قرآن بندے کے حق میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اسے کھانے اور خواہشات سے دن کو روک رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ قرآن کہے گا: میں نے اس کو رات کے سونے سے روک رکھا، میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔

[3]: خروجِ دجال

قیامت کی علامات کبریٰ میں دوسری علامت خروجِ دجال ہے جو احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ دجال "دجل" سے مشتق ہے جس کے معنی لغت میں بڑے جھوٹ، مکر، فریب اور حق و باطل کو خلط ملط کرنے کے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے ہر جھوٹے اور مکار کو دجال کہہ سکتے ہیں لیکن حدیث شریف میں جس دجال موعود کے خروج کی خبر دی گئی ہے وہ ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہو گا اور مسیح اس کا لقب ہو گا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ کانا ہو گا اور مسیح کا مطلب ہو جس کی آنکھ ہاتھ پھیر کر صاف اور ہموار کر دی گئی ہو، ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخنو نہ ہو گا، دونوں آنکھوں کے درمیان "ک۔ ف۔ ر" لکھا ہوا ہو گا۔

سب سے پہلے اس کا ظہور شام اور عراق کے درمیان ہو گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا۔ وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے بعد ازاں وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے قسم قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ لیکن اخیر میں وہ ایک شخص کو قتل کر کے زندہ کرے گا اور پھر اس کو قتل کرنا چاہے گا لیکن اس کے قتل پر ہرگز قادر نہ ہو گا تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ

یہ شخص دعوائے خدائی میں بالکل جھوٹا ہے۔

اول... تو اس کا کانہو نا ہی اس کے خدا نہ ہونے کی نہایت روشن اور بین دلیل ہوگی۔

دوم... یہ کہ اس کی آنکھوں کے درمیان "ک، ف، ر" لکھا ہوگا۔

سوم.... یہ کہ قتل کرنا ایسا فعل ہے جو بشر کی قدرت میں داخل ہے۔ جب اس میں یہ

قدرت باقی نہ رہی کہ وہ دوبارہ قتل کر سکے تو وہ خدا کیونکر ہو سکتا ہے؟ اور یہ جو

چند روز اس کے ہاتھ سے احیاء موتی کا ظہور ہوتا رہا ہانی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا فعل تھا جو اس

کے ہاتھ سے محض استدراج، ابتلاء اور امتحان کے طور پر کرایا گیا۔

خروج دجال کب ہوگا؟

امام مہدی ظاہر ہونے کے بعد نصاریٰ سے جہاد و قتال کریں گے یہاں تک

کہ جب قسطنطنیہ کو فتح فرما کر شام واپس ہوں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہوں گے اور

مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے تو اس وقت دجال کا خروج ہوگا۔ دجال مع

اپنے لشکر کے زمین میں فساد مچاتا پھرے گا یمن سے ہو کر مکہ مکرمہ کا رخ کرے گا مگر

مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔

مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہوگا اس لیے دجال مدینہ

منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھر اکرام شام واپس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر فجر کی نماز کے وقت دو فرشتوں کے

بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے اور اس لعین کو قتل کریں گے

جیسا کہ آئندہ علامات کے بیان میں آئے گا۔

[4]: روزہ کے مسائل و احکام

روزہ کی نیت کے ساتھ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے

اور جنسی تعلق سے رکنے کا نام ”روزہ“ ہے۔

فرضِ روزہ: ہر عاقل، بالغ مسلمان پر رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔

واجبِ روزہ: نذر مانے ہوئے روزے اور کفارے کے روزے واجب ہیں۔
نفلِ روزہ شروع کرنے کے بعد اس کی تکمیل واجب ہے۔

مسنونِ روزہ: یومِ عاشورہ یعنی 10 محرم کا روزہ، ایک روزہ مزید 9 یا 11 محرم کا ملا کر رکھنا سنت ہے۔

مستحبِ روزہ: ہر ماہ تین دن بالخصوص 13، 14، 15 کا روزہ رکھنا۔ شوال میں چھ روزے۔ ہفتہ وار پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا۔ 9 ذوالحجہ بلکہ یکم تا 9 ذوالحجہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

حرامِ روزہ: یکم شوال اور 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: روزے کے دوران بھول کر کھاپی لینے یا ہم بستری کر لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

فائدہ:

روزہ ٹوٹ جانے کی صورت میں اکثر صورتوں میں صرف قضاء ہوتی ہے۔
بعض صورتوں میں (جبکہ روزہ توڑنے کا جرم انتہائی کامل ہو) قضاء کے ساتھ کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔

کفارہ میں مرحلہ وار تین شقیں ہیں:

- 1: غلام آزاد کرنا لیکن اب غلاموں کا دور نہیں۔
 - 2: غلام آزاد نہ کر سکنے کی صورت میں مسلسل دو ماہ یعنی ساٹھ دن روزے رکھنا۔
- (اگر تمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کیے تو چاند کے مطابق یعنی انیتس کا کوئی مہینہ ہو گیا تو روزے 59 لازم ہوں گے)

3: اگر دیندار مستند طبیب کی رائے سے یا اپنے سابق تجربہ سے واقعتاً مسلسل دو ماہ روزے نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ ایک مسکین کو ساٹھ دن بھی کھلا سکتے ہیں اور تسلسل ضروری نہیں۔ ایک مسکین کے صبح و شام کھانے کی جگہ صدقہ فطر کی مقدار یعنی پونے دو سیر گندم یا اس کا آٹا بھی دے سکتے ہیں۔ نیز اتنی ہی مالیت کی رقم یا اتنی ہی رقم کی دیگر اشیاء مثلاً کپڑے جوتے وغیرہ بھی خرید کر دے سکتے ہیں۔

کفارے کے روزوں میں تسلسل ضروری ہے لیکن عورت کفارے کے روزے رکھ رہی ہے اور درمیان میں حیض حائل ہو جائے تو اس سے تسلسل ٹوٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ نفاس حائل ہونے یا ایام ممنوعہ 10، 11، 12، 13 ذوالحجہ حائل ہونے پر دوبارہ نئے سرے سے روزے رکھنا ہوں گے۔

[5]: بے چینی کے وقت کی دعا

اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا .

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 213 کتاب الوتر۔ باب فی الاستغفار)

ترجمہ: اللہ ہی میرا رب ہے، میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتی۔

تینتیسواں سبق

[1]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝﴾

(النساء: 157، 158)

ترجمہ: (یہود اس لیے ملعون ہوئے کہ) انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم کو قتل کر دیا تھا حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا تھا اور نہ ہی انہیں صلیب پر لٹکا پائے تھے بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے وہ دراصل شک کا شکار ہیں، ان کے پاس اس معاملہ میں کوئی (یقینی) علم نہیں ہے بلکہ یہ لوگ محض گمان کی پیروی کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا تھا اور اللہ غالب، بڑی حکمت والا ہے۔

فائدہ:

یہ بات مسلم ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جانی دشمن تھے اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی سازش کو ناکام بنا دیا۔ وہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر سکے اور نہ ہی صلیب پر لٹکا سکے۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ”صلیب پر لٹکایا گیا ہو لیکن قتل نہ کر پائے ہوں“ کیونکہ اس دور میں صلیب پر ہی لٹکا کر قتل کیا جاتا تھا۔ جب قرآن نے قتل کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر قتل نہیں کیے گئے اور جب صلیب کی نفی کی تو معلوم ہوا کہ صلیب پر لٹکائے بھی نہیں گئے۔

[2]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ."

(کتاب الاسماء والصفات للبيهقي: ج 2 ص 166 باب قول الله عز وجل "إني متوفيك")

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشی کا اس وقت کیا عالم ہو گا جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ (یعنی امام مہدی کی اقتداء کریں گے)

تبہیہ 1: اس حدیث میں لفظ ”مِنَ السَّمَاءِ“ کی صراحت ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

تبہیہ 2: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔

[3]: نزول عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا عقیدہ

قیامت کی علامات کبریٰ میں سے تیسری علامت قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال کو قتل کرنا ہے۔ یہ عقیدہ حق اور سچ ہے اور قرآن کریم، احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس کی تصدیق کرنا اور اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ یکایک عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے

اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ کافر اس کی تاب نہ
 لاسکے گا۔ اس کے پہنچتے ہی مر جائے گا اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی
 ایسا پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا
 تعاقب کریں گے اور ”باب لد“ پر جا کر اس کو اپنے نیزہ سے قتل کریں گے اور اس کا
 خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکر اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے
 گا۔ جو یہودی ہوں گے ان کو خوب قتل کرے گا اور اس طرح زمین دجال اور یہود کے
 ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی جن کا دعویٰ یہ تھا کہ ہم نے اللہ کے رسول حضرت
 عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو قتل کر دیا تھا۔ اب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ تھے اور اب آسمان سے ہمارے قتل
 کے لیے زمین پر اترے ہیں۔

فائدہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو الگ الگ شخصیات ہیں:
 ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ بن مریم کے بارہ میں جو احادیث آئی ہیں ان سے
 یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو علیحدہ
 علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کے وقت سے لے کر اس وقت تک
 کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ نازل ہونے والا مسیح اور ظاہر ہونے والا مہدی ایک ہی
 شخص ہوں گے۔ کیونکہ...

1: حضرت عیسیٰ ابن مریم نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے
 خلیفہ ہوں گے، نبی نہ ہوں گے۔

2: حضرت مسیح بن مریم حضرت مریم کے بطن سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم سے تقریباً چھ سو (600) سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ان کے والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔

3: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

شبیہ:

ایک روایت میں آیا ہے کہ ”لَا مَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ“ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی مہدی نہیں۔
اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت مہدی دونوں ایک ہی شخص ہیں۔

جواب:

اولاً... یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف اور غیر مستند ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح البخاری (ج 6 ص 385) میں اس کی تصریح کی ہے۔
ثانیاً... یہ روایت ان بے شمار احادیث صحیحہ اور متواترہ کے خلاف ہے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کا دو شخص ہونا خوب ظاہر ہے اور متواتر کے مقابلہ میں ضعیف اور منکر روایت معتبر نہیں ہوتی۔

[4]: گفتگو سے متعلق سنن و آداب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾

(البقرہ: 83)

ترجمہ: لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کیا کرو۔

حضرت عبد الرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرے یا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، جب اس کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس کو (واپس مانگنے پر اسے) ادا کرے اور اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(شعب الایمان: ج 2 ص 201 حدیث نمبر 1533)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر شخص کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا دل مخموم ہو اور زبان سچ بولتی ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ سچی زبان والا تو ہمیں معلوم ہے لیکن یہ مخموم دل والے سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخموم دل والے سے مراد ایسا پرہیزگار اور پاک صاف شخص ہے جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ کسی سے کینہ اور نہ کسی کے ساتھ حسد۔

(سنن ابن ماجہ: ص 311 کتاب الزہد. باب الورع والتقویٰ)

حضرت سفیان بن عبداللہ الشقیفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے بارے میں آپ کو کس چیز کا زیادہ ڈر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: ”اس کا۔“ (یعنی انسان کو اپنی گفتگو میں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیے)

(سنن الترمذی: ج 2 ص 66 ابواب البر والصلة. باب ماجاء فی حفظ اللسان)

بات کرنے کے آداب:

1: ضرورت کے وقت بات کرنا۔

2: ہمیشہ سچ بولنا۔

- 3: مختصر بات کرنا۔
- 4: دوسروں کی زیادہ سننا۔
- 5: پست آواز میں بولنا، زیادہ بلند آواز سے نہ بولنا۔
- 6: بات نرمی سے کرنا۔
- 7: عورت کو کسی غیر محرم سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو نرم لہجہ اختیار نہ کرنا۔
- 8: بات کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچنا۔
- 9: سوال غور سے سن کر سوچ سمجھ کر جواب دینا یعنی جواب دینے میں جلد بازی نہ کرنا۔
- 10: فضول سوالات سے پرہیز کرنا۔
- 11: بری باتیں نہ کرنا۔
- 12: گفتگو میں اپنی بڑائی نہ جتاننا۔
- 13: بات بات پر قسم نہ کھانا۔
- 14: جھوٹ نہ بولنا۔
- 15: جھوٹا وعدہ نہ کرنا۔
- 16: دوسروں کی برائی بیان نہ کرنا چغلی نہ کھانا، شکایتیں نہ کرنا، دوسروں کی نقلیں نہ اتارنا۔
- 17: خوشامد اور چالپوسی کی باتیں نہ کرنا۔
- 18: کسی کے سامنے اس کی تعریف نہ کرنا۔
- 19: کسی کو گالی نہ دینا۔
- 20: بات بات پر نہ لڑنا۔

- 21: کسی جاہل سے پالا پڑ جائے تو خاموشی سے وہاں سے رخصت ہونا۔
- 22: کسی کو ذلت کے نام سے نہ پکارنا، کسی کا مذاق نہ اڑانا۔
- 23: بات کرتے ہوئے کسی کے لیے ملعون، فاسق اور بے ایمان کے الفاظ استعمال نہ کرنا۔
- 24: غصے کی حالت میں خاموشی اختیار کرنے کی کوشش کرنا کہ بسا اوقات ایسی حالت میں زبان بے قابو ہو جاتی ہے۔
- 25: غصہ آنے پر ”عوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھنا اور اپنی ہیئت کو بدلنا یعنی اگر کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیں اور بیٹھے ہوئے ہیں تو لیٹ جائیں اور اگر اس سے بھی بات نہ بنے تو وضو کر لیں۔
- 26: گفتگو کرتے ہوئے کسی طرف اشارہ نہ کرنا کہ اس سے دوسروں کو بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔

[5]: اچھا سلوک کرنے والے کے لیے دعا

جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا.

(سنن الترمذی: ج 2 ص 23 کتاب البر والصلۃ. باب ماجاء فی المنتسج بہالم یعط)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تجھے (اس سلوک کا) اچھا بدلہ دے۔

چونتیسواں سبق

[1]: حج کی فرضیت

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

(آل عمران: 97)

ترجمہ: جو لوگ خانہ کعبہ تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے اور اگر کوئی انکار کرے (تو یاد رکھو) اللہ تعالیٰ دنیا جہان کے تمام لوگوں سے بے نیاز ہے۔

[2]: حج نہ کرنے پر وعید

عَنْ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾."

(سنن الترمذی: ج 1 ص 288 ابواب الحج، باب ما جاء في التغلظ في ترك الحج)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص کے پاس سفر حج کا ضروری سامان موجود ہو اور سواری بھی میسر ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور یہ شخص پھر بھی حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ یہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ تعالیٰ کے لیے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے“

[3]: خروجِ یاجوج ماجوج کا عقیدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ امام مہدی کی وفات کے بعد تمام انتظام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا اور زمانہ نہایت سکون اور راحت سے گزر رہا ہو گا کہ یکا یک وحی نازل ہو گی کہ اے عیسیٰ! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔

شہاذو القرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا۔ قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ غارت گر قوم ٹڈی دل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیلانے لگی (جس کا قصہ قرآن کریم کی سورہ کہف آیت 93 تا 98 میں مذکور ہے) اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہ طور کی طرف چلے جائیں گے۔ بارگاہِ خداوندی میں یاجوج ماجوج کے حق میں طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جب کہ باقی لوگ اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں چھپ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو طاعون کی وباء سے ہلاک کرے گا اور اس بلائے آسمانی سے سب مر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے پرندے بھیجے گا جو بعض کو توکھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے اور پھر بارش ہو گی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام سے گزرے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس یا پینتالیس سال زندہ رہ کر مدینہ

منورہ میں انتقال فرمائیں گے اور روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بعد ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام ”جہاہ“ ہوگا، خوب اچھی طرح عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرے گا مگر ساتھ ہی شر اور فساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

[3]: حج کے مسائل و احکام

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ حج ہر ایسے مسلمان عاقل بالغ پر زندگی میں ایک بار فرض ہے جو حج پر جانے کے وقت حاجاتِ اصلیہ کے علاوہ اتنے سرمایہ وغیرہ کا مالک ہو جس سے اس کے بیت اللہ تک آنے جانے اور واپس آنے تک اہل و عیال کا خرچ پورا ہو سکے۔

چند مسائل:

- 1: اگر کسی کے پاس صرف اتنا خرچ ہے کہ مکہ تک سواری پر آنا جانا تو ہو سکتا ہے مگر مدینہ منورہ تک پہنچنے کا خرچ نہیں ہے تو اس پر بھی حج فرض ہو جاتا ہے۔
- 2: حج عمر بھر میں بس ایک مرتبہ فرض ہے۔ اگر کئی حج کیے تو ایک فرض اور باقی سب نفل ہوں گے۔ نفل حج کا بھی ثواب ہے۔
- 3: لڑکپن میں ماں باپ کے ساتھ اگر کسی نے حج کر لیا ہو تو وہ نفلی حج ہے۔ اگر جوان ہونے کے بعد صاحب استطاعت ہو جائے تو پھر حج کرنا فرض ہو گا۔
- 4: اگر کسی ایسے شخص نے قرض لے کر یا مانگ تا نگ کر حج کر لیا جو صاحب استطاعت نہ تھا، اس کے بعد اگر مال دار ہو جائے تو دوبارہ حج کرنا فرض نہ ہو گا۔
- 5: عورت پر حج فرض ہونے کے لیے اپنا اور محرم کا خرچ ضروری ہے۔
- 6: عورت کے لئے محرم یا شوہر کے بغیر 48 میل (یعنی 77 کلومیٹر) یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے، سفر خواہ ریل سے ہو یا موٹر کار سے یا ہوائی جہاز سے

اور یہ ممانعت جو ان اور بوڑھی ہر عورت کے لیے ہے۔ بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ چند عورتوں کے ساتھ بغیر محرم کے عورت سفر میں چلی جائے تو یہ جائز ہے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی خصوصیت کے ہر عورت کے حق میں تاکید کی طور پر ممانعت فرمائی ہے۔

حج یا عمرہ کا سفر بھی محرم یا شوہر کے بغیر سخت ممنوع ہے اور گناہ ہے۔ بہت سی عورتیں حج یا عمرہ کے لیے بغیر محرم اور شوہر کے چل دیتی ہیں جو شریعت کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوتی ہیں اور اپنا حج یا عمرہ خراب کرتی ہیں۔ مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ شریعت کی پابندی کریں اور اپنی طبیعت کی خواہش پر نہ چلیں۔ دنیاوی سفر میں مزید احتیاط لازم ہے۔ اس لیے 15 تا 20 میل کا سفر بھی بغیر محرم کے نہ کریں، اسی میں عفت و عصمت کی حفاظت ہے۔

فائدہ:

عورت کا محرم وہ شخص ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو جیسے باپ، بیٹا، پوتا، نواسہ، داماد، سسر، حقیقی چچا، حقیقی ماموں۔ واضح رہے کہ خالہ، ماموں، چچا اور پھوپھی کے لڑکے محرم نہیں ہیں۔ اسی طرح بہنوئی بھی محرم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بہن کو طلاق دے دے یا بہن فوت ہو جائے تو بہنوئی سے نکاح جائز ہو جاتا ہے البتہ اگر ان میں سے کوئی رضاعی (یعنی دودھ شریک) بھائی ہو جس نے دو سال کی مدت میں کسی ایسی عورت کا دودھ پیا ہے جس کا دودھ اس عورت نے بھی پیا ہو جو اس کے ساتھ حج یا عمرہ کو جانا چاہتی ہو تو یہ شخص بھی محرم ہے اور اس کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ یاد رہے کہ محرم ایسا ہو جس سے بے اطمینانی نہ ہو۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ محرم تو ہے لیکن اس کی عفت و عصمت داغ دار ہے یا اس کی طرف سے اطمینان نہیں ہے تو اس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں؛ خواہ کیسا ہی قریبی محرم ہو۔

بعض عورتیں خواہ مخواہ کسی کو باپ یا بیٹا یا بھائی بنا کر سفر میں ساتھ ہو لیتی ہیں، شرعاً اس کی بالکل اجازت نہیں۔ منہ بولا بیٹا یا بھائی بھی محرم نہیں ہیں، ان کے احکام بھی وہی ہیں جو اجنبی مردوں کے ہیں۔

فرائض حج:

- 1: احرام یعنی نیت کرنا اور تلبیہ یعنی لیک کہنا یا اس کی جگہ ایسے کلمات کہنا جن میں اللہ کی بڑائی کا بیان ہو۔
- 2: وقوف عرفہ (9 ذوالحجہ کے دن زوال کے بعد عرفات کے میدان میں ٹھہرنا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی یہ فرض ادا ہو جائے گا۔
- 3: طواف زیارت

واجبات حج:

- 1: وقوف مزدلفہ یعنی مزدلفہ میں دس ذوالحجہ صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان کچھ وقت ٹھہرنا۔
- 2: تینوں دن رمی جمرات یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا۔
- 3: قربانی (یہ حکم صرف قارن و متمتع کے لیے ہے)
- 4: حلق یا قصر۔
- 5: صفا مروہ کی سعی۔
- 6: طواف وداع (یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو مکہ میں مستقل مقیم نہ ہوں)

ممنوعات احرام:

- 1: مرد کے لیے سلاہوا کپڑا پہننا البتہ عورت پہن سکتی ہے۔
- 2: مرد کا دن یارات میں اپنا سرا یا چہرہ ڈھانپنا۔ البتہ عورت اپنا سرا اور چہرہ نا محرم سے ڈھانپنے لیکن نقاب چہرے کو نہ لگے؛ دور رہے۔

- 3: بدن کے کسی حصے کے بال مونڈنا، کاٹنا یا توڑنا۔
 - 4: ہاتھ پاؤں کے ناخن کاٹنا۔
 - 5: بدن یا کپڑے پر خوشبو لگانا۔
 - 6: مرد کا ایسا جو تا پہننا جس میں قدم پر ابھری ہوئی بیچ کی ہڈی چھپ جائے البتہ عورت جس طرح کا جو تا چاہے پہن سکتی ہے۔
- حج ایک فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک خاص جگہ ”بیت اللہ شریف“ اور اس کے آس پاس چند خاص مقامات کو متعین فرمایا ہے۔

حج کی تین اقسام:

1: حجِ افراد

میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو ”مفرد“ کہتے ہیں۔ اس میں قربانی واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

2: حجِ قرآن

میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا احرام اکٹھا باندھا جائے۔ پہلے عمرہ کے افعال ادا کیے جائیں لیکن حلق یا قصر نہ کروایا جائے بلکہ بدستور اسی احرام میں رہا جائے۔ پھر حج کے دنوں میں اسی احرام کے ساتھ حج کے ارکان ادا کیے جائیں اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد عمرہ و حج دونوں کا احرام کھول دیا جائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ”حجِ قرآن“ افضل ہے۔ ایسا حج کرنے والے کو ”قارن“ کہتے ہیں اور اس میں قربانی واجب ہے۔

3: حجِ تمتع

میقات سے عمرہ کا احرام باندھا جائے اور عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد

احرام کھول دیا جائے۔ پھر 8 ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھا جائے اور 10 ذوالحجہ کو رمی، قربانی اور حلق کرنے کے بعد احرام کھول دیا جائے۔ ایسا حج کرنے والے کو ”متمتع“ کہتے ہیں اور اس میں بھی قربانی واجب ہے۔

فائدہ:

جو لوگ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں یا جو لوگ عمرہ کر کے اور سرمنڈا کر یا بال کٹوا کر حلال ہو کر بلا احرام مکہ میں مقیم ہیں یہ لوگ آٹھویں ذوالحجہ کو مکہ سے احرام باندھیں گے اور یہ صرف حج کا احرام ہو گا۔ اگر کسی نے شوال یا ذوالحجہ میں کوئی عمرہ کر لیا ہے اور اس کے بعد اپنے گھر نہیں گیا تو اس کا وہ عمرہ اور یہ حج مل کر ”حج تمتع“ ہو جائے گا اگرچہ یہ شخص اس وقت صرف حج کی نیت کرے گا۔

[5]: نظر بد سے بچنے کے لیے دعا

جب کوئی اچھی لگے تو اسے دیکھ کر یہ دعا پڑھیں:

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.

(عمل ایوم واللیلۃ لابن السنی: ص 99 ما یقول اذ ارای من نفسہ وما لہ ما یعجبہ)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ چاہے (وہی ہو گا اور) نیکی کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملتی

ہے۔

پینتیسواں سبق

[1]: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْبَاقِلُونَ﴾

(آل عمران: 104)

ترجمہ: تم میں ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جس کے افراد نیکی کی طرف بلائیں،
بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ ایسا کام کرنے والے لوگ ہی فلاح
پائیں گے۔

[2]: حسب استطاعت برائی کو روکنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ."

(صحیح مسلم: ج 1 ص 51 کتاب الایمان۔ باب کون النہی عن المنکر من الایمان)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو وہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے روک دے،
اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے
کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اسے دل میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

[3]: عقیدہ خروج دُخان یعنی دھوئیں کا ظاہر ہونا

جہاں کے بعد چند بادشاہ ہوں گے۔ کفر و الحاد اور شر و فساد بڑھنا شروع ہو
گا یہاں تک کہ ایک مکان مغرب میں اور ایک مکان مشرق میں جہاں منکرین تقدیر

رہتے ہوں گے، وہ دھنس جائے گا۔ انہی دنوں آسمان سے ایک بہت بڑا دھواں ظاہر ہو گا جو آسمان سے لے کر زمین تک تمام چیزوں کو گھیر لے گا، جس سے لوگوں کا دم گھٹنے لگے گا۔ وہ دھواں چالیس دن تک رہے گا۔ مسلمانوں کو زکام سا معلوم ہو گا اور کافروں پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ کسی کو دودن میں اور کسی کو تین دن میں ہوش آئے گا۔ قرآن کریم میں اس دخان کا ذکر ہے۔

﴿فَإِذَا تَقَبَّ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۗ هَذَا

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

(الدخان: 10، 11)

ترجمہ: پس اس روز کا انتظار کیجئے کہ جس دن آسمان واضح دھواں لائے گا جو لوگوں کو گھیر لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہو گا۔

[4]: حج کرنے کا طریقہ

(1): 8 ذوالحجہ کو حج کرنے کی نیت کریں۔ نماز فجر کے بعد احرام باندھیں۔ ممکن ہو تو حرم شریف میں آئیں۔ یہاں آکر مستحب یہ ہے کہ پہلے طواف کریں اور اس کے بعد احرام کے لیے دو رکعت نفل پڑھیں۔ لیکن اگر طواف نہ کر سکیں تو احرام کی نیت سے دو رکعت نفل ادا کریں۔ اگر حرم شریف میں آنا ممکن نہ ہو تو اپنی رہائش گاہ پر ہی احرام باندھ لیں۔ ظہر سے پہلے پہلے منیٰ پہنچ جائیں۔

(2): منیٰ میں پانچ نمازیں (8 ذوالحجہ کی ظہر تا 9 ذوالحجہ کی فجر) پڑھیں۔

(3): 9 ذوالحجہ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو جائیں۔ کوشش کریں کہ زوال سے پہلے پہلے عرفات پہنچ جائیں۔

(4): وقوفِ عرفہ کا وقت زوال کے بعد شروع ہو جاتا ہے، اس لیے زوال کے بعد وقوف شروع کریں۔ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں۔ شام تک تلبیہ، استغفار، چوتھا

کلمہ پڑھتے رہیں، دعائیں گڑ گڑا کر مانگتے رہیں، وقوف کھڑے ہو کر کرنا مستحب ہے اور بیٹھ کر کرنا جائز ہے۔

(5): میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی ہوتی ہے، اس لیے ظہر کے وقت میں ظہر کی نماز اور عصر کے وقت میں عصر کی نماز اپنے خیموں میں ہی ادا کریں۔

(6): غروبِ آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی کے دوران تلبیہ پڑھتے جائیں۔

(7): مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں ملا کر ادا کریں۔

(8): 10 ذوالحجہ فجر کی نماز مزدلفہ میں ادا کریں۔ نماز کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر تسبیحاتِ فاطمی، ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ اور چوتھا کلمہ پڑھیں، تلبیہ کثرت سے پڑھیں اور دعا کے لیے دونوں ہاتھ پھیلائیں اور خوب دعائیں کریں۔ روشنی خوب پھیلنے تک یہی عمل جاری رکھیں۔ یہ وقوفِ مزدلفہ ہے۔ طلوعِ آفتاب سے کچھ وقت قبل مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہو جائیں۔

(9): 10 ذوالحجہ کو منیٰ پہنچ کر اپنے خیموں میں جا کر سامان رکھیں۔

(10): تلبیہ پڑھتے ہوئے جمرات کی طرف جا کر صرف بڑے جمرہ کو بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ کہتے ہوئے سات کنکریاں ماریں اور پہلی کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیں۔

(11): قربانی کے لیے مذبحِ خانے میں تشریف لے جائیں اور قربانی کریں۔

(12): قربانی 11 اور 12 ذوالحجہ کو بھی کی جاسکتی ہے۔

(13): قربانی کے بعد عورتوں کو تقریباً ایک انچ بال کاٹنے چاہئیں۔

(14): اس کے بعد اب احرام کھول دیجیے۔

(15): غسل کریں اور معمول کا لباس پہنیں۔

(16): منیٰ میں 10، 11، 12 ذوالحجہ تک قیام کرنا سنت ہے۔

(17): منیٰ سے طواف زیارت کے لیے خانہ کعبہ چلے جائیں۔

(18): طواف کے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان جب پہنچیں تو یہ

دعا پڑھیں:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(19): طواف مکمل کرنے بعد مقام ابراہیم کے قریب یا مسجد حرام میں جہاں میسر

ہو دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کریں۔

(20): آب زمزم خوب سیر ہو کر پئیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْتَلِكُ عَلِمًا تَاْفِعًا وَّرِزْقًا وَّ اِسْعَاوًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ.

(21): اب سعی کے لیے باب الصفا سے ”صفا“ پر آئیں۔ ”صفا“ سے ”مرہ“ پہنچنے

پر ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی طرح چھ چکر اور لگانے ہیں کہ ”مرہ“ سے ”صفا“ تک دو

چکر ہو جائیں گے، پھر ”صفا“ سے مرہ تک تین... اسی طرح چلتے چلتے ساتواں چکر

”مرہ“ پر ختم ہو گا۔

(22): سعی مکمل کرنے کے بعد اب منیٰ میں جا کر ٹھہرنا چاہیے، مکہ میں نہ ٹھہریں۔

(23): 11 ذوالحجہ کو زوال کے بعد پہلے چھوٹے، پھر درمیانے اور پھر بڑے حجرہ کو

سات سات کنکریاں ماریں۔

(24): پہلے دو حجرات کو کنکریاں مارنے کے بعد ذرا آگے بڑھ کر قبلہ رخ کھڑے ہو

کر دعا کر لیں لیکن آخری حجرہ کو کنکریاں مارنے کے بعد ٹھہر کر دعا نہ کریں بلکہ بغیر دعا

کیے واپس آجائیں۔

(25): کنکریاں مار کر واپس اپنے خیموں میں جائیں اور رات منیٰ ہی میں قیام کریں۔

(26): 12 ذوالحجہ کو زوال آفتاب کے بعد کنکریاں مارنے کے لیے جائیں۔

(27): تینوں جمرات کو اس ترتیب سے کنکریاں ماریں جس طرح 11 ذوالحجہ کو ماری تھیں۔

(28): بارہویں تاریخ کو غروب سے پہلے مکہ مکرمہ جاسکتے ہیں، غروب کے بعد جانا مکروہ ہے۔

(29): اگر تیرہویں تاریخ کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن رمی بھی لازم ہو جائے گی۔

(30): اپنے وطن واپس جانے سے پہلے طواف وداغ کر لیں۔

(31): مدینہ منورہ حاضری کے لیے جائیں تو روضہ رسول کی نیت سے سفر کریں۔

(32): رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام پیش کریں اور شفاعت کی درخواست بھی کریں۔

(33): حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور کے سامنے بھی سلام پیش کریں۔

نوٹ:

حج و عمرہ کے تفصیلی طریقہ کار اور مسائل کے لیے بندہ کی کتاب ”حج و عمرہ“ کا مطالعہ کریں۔

[5]: برائی سے بچنے کے لیے دعا

اللَّهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا وَأَجِرْنَا مِنْ خِيَرِ الدُّنْيَا
وَعَذَابِ الْآخِرَةِ.

(مسند احمد: ج 13 ص 441 حدیث نمبر 17560)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے تمام امور کے انجام کو اچھا بنا دے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے۔

چھتیسواں سبق

[1]: حقوق والدین

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّمَا يُبَلِّغُنَّ
عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا
كَرِيمًا ۝ وَاحْفَظْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي
صَغِيرًا ۝﴾

(بنی اسرائیل: 23، 24)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور
والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے
پاس بڑھاپے کی حالت کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو، بلکہ ان
کے ساتھ ادب سے بات کیا کرو اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے
رہو اور دعا کیا کرو کہ اے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرما جس طرح انہوں نے
مجھے بچپن میں پالا ہے۔

[2]: فضیلت دعا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: "الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ." وَفِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ: "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ"

(سنن الترمذی: ج 2 ص 175 ابواب الدعوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دعائیں خود
عبادت ہے۔

[3]: دآبۃ الارض کا نکلنا

قیامت کی ایک بڑی نشانی زمین سے دآبۃ الارض کا نکلنا ہے، جو نص قرآنی سے ثابت ہے:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾

(النمل: 82)

ترجمہ: اور جب ہماری بات پوری ہونے کا وقت ان لوگوں کے پاس آ پہنچے گا (یعنی قیامت قریب ہوگی) تو ہم ان کے لیے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا (یہ جانور ہم اس لیے نکالیں گے) کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اسی دن یہ عجیب الخلق جانور زمین سے نکلے گا۔ مکہ مکرمہ کا ایک پہاڑ جس کو ”صفا“ کہتے ہیں، وہ پھٹے گا اور اس میں سے یہ عجیب الخلق جانور نکلے گا۔

جس طرح اللہ نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کے قریب زمین سے یہ جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور قیامت کی خبر دے گا۔ مومنین کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ حسب ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَأَمَّا تَأْوِيلُهَا الْمَجْرُمُونَ﴾ (اے مجرم لوگو! آج الگ ہو جاؤ) مسلم اور مجرم کا امتیاز اس طرح شروع ہو جائے گا اور پورا امتیاز حساب و کتاب کے بعد ہو گا۔

[4]: والدین کے ساتھ برتاؤ کے آداب

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کے بارے میں چاہتے ہیں اس کی سزا کو قیامت تک موخر فرمادیتے ہیں سوائے والدین کی نافرمانی کے گناہ کے، اس کی سزا انسان کو دنیا میں ہی مل جاتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج 5 ص 217 حدیث نمبر 7345)

آداب:

- 1: والدین کی دل و جان سے اطاعت کرنا اگرچہ وہ زیادتی بھی کرتے ہوں اور ان کے عظیم احسانات کو پیش نظر رکھ کر ان کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی سے پورے کرنا جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشرطیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔
- 2: جو کام شرعاً واجب ہوں اور والدین ان سے منع کریں تو ان کی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً فرض علم کے لیے یا فرض حج کے لیے والدین نہ جانے دیں تو ان کی اطاعت جائز نہیں البتہ اگر والدین کی خدمت کے لیے کوئی نہ ہو تو حج کو موخر کرنے کی گنجائش ہے۔
- 3: جو کام شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ ان کے کرنے کا حکم دیں تو بھی ان کی اطاعت جائز نہیں مثلاً ناجائز ملازمت اختیار کرنے کا حکم دیں۔
- 4: والدین کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آنا۔
- 5: والدین کے رشتہ داروں کے ساتھ برابر نیکی کا سلوک کرتے رہنا۔
- 6: والدین کو نام لے کر نہ پکارنا۔
- 7: والدین پر دل کھول کر خرچ کرنا۔

- 8: ان سے پہلے نہ بیٹھنا۔
- 9: ماں باپ کے لیے برابر دعائیں کرتے رہنا۔
- 10: والدین کو برا بھلا نہ کہنا، ان کی شان میں گستاخی نہ کرنا۔
- 11: کسی کے والدین کو گالی نہ دینا کیونکہ یہ اپنے والدین کو گالی دینے کے مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔
- 12: اگر کوئی والدین کے مرنے بعد ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہتا ہو تو ان کے حق میں استغفار کرے اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے جن کے ساتھ رشتہ داری صرف انہی کی وجہ سے ہو۔
- 13: بڑے بھائی اور چچا کے ساتھ باپ کی طرح اور چھوٹے بھائی کے ساتھ اولاد کی طرح سلوک کرنا۔ ایسے ہی بڑی بہن کا والدہ کی طرح احترام کرنا اور چھوٹی بہن پر اولاد کی طرح شفقت کرنا۔
- 14: اگر کسی وجہ سے والدین ناراض ہو جائیں تو ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کرنے کی کوشش کرنا۔
- 15: سفر کے دوران ان کے پیچھے پیچھے چلنا، ہاں اگر کوئی خطرہ ہو تو ان سے آگے چلنا چاہیے۔

[5]: شیطانی وسوسوں کی زیادتی کے وقت کی دعا

أَمْنَتْ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ.

(صحیح مسلم: ج 1 ص 79 کتاب الایمان. باب بیان الوسوسۃ فی الایمان وما یقولہ من وجدھا)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائی۔

سینتیسواں سبق

[1]: عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم

﴿يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ
بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الذَّابِحُ فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ
وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ﴾

(الاحزاب: 32، 33)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو
نزاکت سے بات مت کیا کرو کہ دل کے مرض میں مبتلا شخص لالچ میں پڑ جائے اور
بات وہ کہو جو بھلائی والی ہو اور تم اپنے گھر میں رہو اور قدیم جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار
نہ دکھاتی پھرو، نماز قائم کرتی رہو، زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت
کرتی رہو۔

چند ہدایات:

[1]: کسی غیر محرم سے پس پردہ بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو گفتگو کے
انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقہ پر بات نہ کریں۔ عورت کی آواز اور
لہجہ میں چونکہ طبعی اور فطری طور پر دل کشی ہوتی ہے اس لیے غیر مردوں سے بات
کرنے میں بتکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کریں جس میں خشونت اور روکھاپن ظاہر ہو تاکہ
کسی بدباطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

[2]: عورتوں کے لیے شب و روز گزارنے کی اصل جگہ ان کے اپنے گھر ہی
ہیں۔ شرعاً جن ضرورتوں کے لیے گھر سے نکلنا جائز ہے ان کے لیے پردہ کے اہتمام
کے ساتھ بوقت ضرورت عورت گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ آیت کے سیاق و سباق سے

واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے بلکہ جہاں تک ہو سکے نامحرم کی نظروں سے لباس بھی پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

[3]: زمانہ قدیم کی جاہلیت (الْجَاهِلِيَّةُ الْأُولَى) سے مراد وہ جاہلیت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس زمانہ کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک بازاروں، میلوں، گلی کوچوں میں بے پردہ ہو کر پھر ا کرتی تھی۔ جب باہر نکلتیں تو بن ٹھن کر نکلتیں۔ اپنے پرائے کا امتیاز تھانہ غیر محرموں سے بچنے کی فکر۔ یہ تھا جاہلیتِ اولیٰ کارواج اور سماج جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے رہا ہے اور نئے مجتہدین پردہ شکنی کی دعوت دے کر اسی جاہلیتِ اولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں جس کے مٹانے کے لیے قرآن کریم نازل ہوا تھا۔

ایک سوال:

بعض لوگ یہاں یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آیات بالا میں خطابِ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو ہے تو پھر آپ دوسری مسلمان عورتوں پر اس قانون کو کیوں لاگو کرتے ہیں؟

اس کا جواب:

پہلی بات.... قرآن کا مزاج اور اسلوب یہ ہے:

إِنَّ الْعِبْرَةَ لَلْعُمُومِ لَا لِلْسَّبَبِ.

(الجامع لاحکام القرآن: ج7 ص189 تحت سورة الاعراف)

کہ قرآن کا خطاب خاص اور حکم عام ہوا کرتا ہے۔ مذکورہ بالا آیات میں خطاب اگرچہ خاص یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے لیکن ان آیات کا حکم عام ہے اور تمام عورتوں کے لیے ہے۔

دوسری بات.... یہ نکتہ انتہائی قابل غور یہ ہے کہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن تمام مومنین کی مائیں ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ کہ نبی کی بیویاں ایمان والوں کی مائیں ہیں۔ جب ازواجِ مطہرات کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنے گھروں ہی میں رہا کریں اور جاہلیتِ اولیٰ کے دستور کے مطابق باہر نہ نکلا کریں تو امت کی دوسری عورتوں کے لیے بے پردہ ہو کر باہر نکلنا کیونکر درست ہوگا؟

تیسری بات.... شرف اور احترام کے باعث امت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتی تھیں یعنی امہات المؤمنین، جب ان کو بھی گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے تو جن عورتوں کی طرف قصدِ نظر میں اٹھائی جاتی ہوں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں جیسا کہ آج کل یہ وبا بہت زیادہ ہے تو ان کو جاہلیتِ اولیٰ کے طریقے پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہوگی؟! یہ بات عقل و دانش سے بالاتر ہے کہ خاندانِ نبوت کی چند خواتین کو مستثنیٰ کر کے امت کی کروڑہا عورتوں کو قدیم زمانہ کی جاہلیت کی طرح باہر چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی ہو!!

چوتھی بات.... مذکورہ بالا آیات میں جو احکام دیے گئے ہیں یہ فساد کے ذرائع کو روکنے کے لیے ہیں اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ دوسری عام عورتیں ان ذرائع سے روکے جانے کی زیادہ محتاج ہیں۔ اس لیے عام عورتوں کو ان احکام سے مستثنیٰ کرنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

[2]: جنتی عورت کی صفات

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
"الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ حَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَتْ فَرْجَهَا وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا
فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ".

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 269 باب عشرة النساء)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت جب اپنی پانچ نمازیں پڑھے، اپنے رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

[3]: بقیہ علامات قیامت کا بیان

ٹھنڈی ہو اکا چلنا:

دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے یہاں تک کہ اگر کوئی مؤمن کسی غاریا پہاڑ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہو اسے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے تو نیکی اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

(صحیح مسلم: ج 2 ص 403 کتاب الفتن. باب ذکر الدجال وصفتہ وما معہ)

حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو ڈھانا:

بعد ازاں حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہو گا اور زمین پر ان کی سلطنت ہو گی۔ ظلم اور فساد عام ہو گا۔ بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہو گی۔ چوپایوں کی طرح لوگ سڑکوں پر جماع کریں گے۔ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو ایک ایک اینٹ کر کے توڑ دیں گے اور کعبۃ اللہ کا سارا خزانہ لوٹ لیں گے۔

حدیث مبارک میں ہے:

"لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوءِ يُقْتَلِينَ مِنَ الْحَبَشَةِ".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 243 کتاب الملاحم. باب النهی عن تہییج الحبشۃ)

ترجمہ: خانہ کعبہ کے جمع ہونے والے خزانے کو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی شخص ہی نکالے گا۔

[3]: پردہ کے مسائل واحکام

اجنبیوں کے علاوہ کن کن رشتہ داروں سے پردہ ضروری ہے؟

سوال: یہ تو معلوم ہو گیا کہ تمام اجنبی غیر محرم مردوں سے پردہ ضروری ہے۔ یہ بتا دیجئے کہ رشتہ داروں میں سے کن کن سے پردہ ضروری ہے؟

جواب: درج ذیل سولہ (16) رشتہ دار ایسے ہیں، جس سے پردہ فرض ہے مگر عام طور پر دین دار خواتین بھی ان سے پردہ کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں۔ وہ رشتہ دار یہ ہیں: چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، دیور، جیلٹھ، بہنوئی، نندوئی، پھوپھا، خالو، شوہر کا چچا، شوہر کا ماموں، شوہر کا پھوپھا، شوہر کا خالو، شوہر کا بھتیجا اور شوہر کا بھانجا۔

سوال: جو غیر محرم گھر ہی میں رہتے ہیں مثلاً دیور، جیلٹھ وغیرہ ان سے کیسے پردہ کیا جائے؟

جواب: ایسے حالات میں شرعی پردہ کا طریقہ یہ ہے:

1: خواتین ذرا ہوشیار رہیں، بے پردگی کے مواقع سے حتی الامکان بچیں، لباس میں احتیاط رکھیں بالخصوص سر پر دوپٹہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

2: مرد آمد و رفت کے وقت ذرا کھنکار کر خواتین کو پردہ کی طرف متوجہ کر دیا کریں۔ بعض خواتین شکایت کرتی ہیں کہ ان کے غیر محرم رشتہ دار سمجھانے کے باوجود گھر میں کھنکار کر آنے کی احتیاط نہیں کرتے، اچانک سامنے آجاتے ہیں۔ آمد و رفت کا سلسلہ ہر وقت چلتا ہے ان سے پردہ کرنے میں ہمیں بہت مشکلات پیش آتی ہے۔ ایسے حالات میں خواتین جتنی احتیاط ہو سکے کریں۔ جتنی زیادہ مشقت برداشت کریں گی اتنا ہی اجر زیادہ ہو گا۔

3: غیر محرم مرد کی آمد پر خواتین اپنا رخ دوسری جانب کر لیں۔

4: اگر رخ دوسری جانب نہ کر سکیں تو سر سے دوپٹہ سر کا کر چہرہ پر لٹکا لیں۔

- 5: شدید ضرورت کے بغیر غیر محرم سے بات نہ کریں۔
- 6: کسی غیر محرم کی موجودگی میں خواتین آپس میں یا اپنے محارم کے ساتھ بے حجابانہ بے تکلفی کی باتوں اور ہنسی مذاق سے پرہیز کریں۔
- 7: ان احتیاطوں کے باوجود اگر کبھی اچانک کسی غیر محرم پر نظر پڑ جائے تو معاف ہے بلکہ اسی طرح بار بار بھی نظر پڑتی رہے، ہزار بار اچانک بے اختیار سامنا ہو جائے تو بھی سب معاف ہے، کوئی گناہ نہیں۔ رب کریم کا بہت بڑا کرم ہے مگر اس کی مہربانی اور معافی کو سن کر نڈر اور بے خوف نہ ہو جائیں، جس حد تک احتیاط ہو سکتی ہے اس میں ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ ورنہ خوب سمجھ لیں کہ جس طرح وہ رب کریم شکر گزار اور فرمانبردار بندوں پر مہربان ہے اسی طرح ناقدروں، ناشکروں اور نافرمانوں پر اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

سوال: منہ بولے بیٹے یا بھائی کا کیا حکم ہے؟ بعض خواتین کسی کو منہ بولا بیٹا یا بھائی بنا لیتی ہیں۔ کیا اس سے پردہ ساقط ہو جاتا ہے؟

جواب: نہیں! اس سے ہرگز پردہ ساقط نہیں ہوتا۔ منہ بولے بیٹے یا بھائی کا حکم بالکل ویسا ہی ہے جیسے اجنبی مرد کا۔

سوال: بعض خواتین کہتی ہیں کہ ہم نے تو اپنے دیوروں کو بچپن سے پالا ہے، ہم تو ان کی ماں جیسی ہیں، اب ان سے کیا پردہ؟ اسی طرح بعض مرد کہتے ہیں کہ فلاں لڑکی تو میری بیٹی کی طرح ہے یا بعض خواتین کہتی ہیں فلاں شخص تو ہمارے ابا کی عمر کا ہے، اس سے بھلا کیا پردہ؟ تو کیا ایسا کہنا درست ہے؟

جواب: نہیں! ہرگز نہیں۔ ایسی باتوں سے پردہ معاف نہیں ہوتا۔

[5]: زیادہ اجر والی دعا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: جو شخص ان کلمات کو دن میں سو مرتبہ پڑھے گا اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، سونیکیاں حاصل ہوں گی اور سو گناہ معاف ہوں گے اور سارا دن رات شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی۔

وہ دعایہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِيرٌ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(صحیح مسلم: ج 2 ص 242 کتاب الذکر والدعاء. باب فضل التحليل والتبجيل والدعاء)

اڑتیسواں سبق

[1]: چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ
مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ﴾

(الاحزاب: 59)

ترجمہ: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیجیے کہ (جب مجبوری کی بنا پر گھر سے باہر جانا پڑے تو اپنے چہروں کے اوپر (بھی) چادر کا حصہ لٹکالیا کریں۔

فائدہ:

اس آیت سے چند امور ثابت ہوئے:

اول: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور صاحبزادیوں کے ساتھ دیگر مسلمان عورتوں کو بھی پورا بدن اور چہرہ ڈھانپ کر نکلنے کے حکم میں شریک فرمایا گیا ہے۔ اس سے بھی ان لوگوں کی خام خیالی کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے جو یہ باطل دعویٰ کرتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے مخصوص تھا۔

دوم: پردہ کے لیے چہرہ پر چادر لٹکانے کا حکم ہے۔ اس سے ان کم علم اور گمراہ تجدید پسند لوگوں کے دعووں کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں آیت بالا کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما کا ارشاد نقل کیا گیا ہے:

أَمَرَ اللَّهُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُيُوتِهِنَّ فِي حَاجَةٍ أَنْ يُغَطِّيْنَ
وُجُوهُهُنَّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِنَّ بِالْجَلَابِيبِ وَيُؤَدِّينَ عَيْنَهُنَّ وَاحِدَةً.

(تفسیر ابن کثیر: ج 6 ص 482)

ترجمہ: اللہ نے مومنین کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب کسی مجبوری سے اپنے گھروں سے نکلیں تو ان چادروں سے چہروں کو ڈھانپ لیں جو سروں کے اوپر بڑی چادر اوڑھ رکھی ہیں اور راہ چلنے کے لیے صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔

سوم: پردہ کے لیے ”جلباب“ استعمال کرنے کا حکم ہے۔ عربی زبان میں ”جلباب“ بڑی چادر کو کہتے ہیں جسے عرب کی عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی تھیں۔ قرآن شریف کی آیت بالا میں حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں جس طرح ”جلباب“ اعضا جسم پر اور پہننے ہوئے کپڑوں پر لپیٹی ہیں اس طرح چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں۔ اس طرح چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقوں کی عورتوں میں اب تک ہے اور برقع اسی ”جلباب“ کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ برقع کی نسبت یہ کہنا کہ شریعت اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں، سراسر جہالت ہے۔ برقع کا ثبوت ”يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنَ الْجَلَابِيبِ“ سے ہو رہا ہے۔

بعض نادان جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم ہنگامی حالت کے لیے تھا، اس وقت منافقین شرارت کرتے تھے، جب منافقین کی سرکوبی ہو گئی اور ان سے خطرہ نہ رہا تو یہ حکم بھی منسوخ ہو جانا چاہیے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے یہ حکم دیا گیا تھا اور آج کل کے ماحول میں تو فتنہ و فساد بہت زیادہ ہے، عصمت و عفت کے دشمن بڑھ گئے ہیں، جو بد نظر اور بد نفس ہیں وہ بد باطنی کے باعث عورتوں کو تاکتے جھانکتے اور پریشان کرتے رہتے ہیں تو ان حالات میں اس حکم کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ آیت کا

سبب نزول جو بھی ہو لیکن اس کا حکم عام ہوا کرتا ہے۔

[2]: مصیبت کے وقت بھی پردہ لازم

عَنْ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ. فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكَ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ؟! فَقَالَتْ: إِنَّ أُزْرَأَ ابْنِي فَلَنْ أُزْرَأَ حَيًّا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّكَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ". قَالَتْ: وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: "لَأَنَّ قَتْلَهُ أَهْلَ الْكِتَابِ".

(سنن ابی داؤد: ج 1 ص 359 کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیر ہم من الامم)

ترجمہ: حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابیہ جن کو ”ام خلاد“ کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں، ان کا بیٹا کسی غزوہ میں شہید ہو گیا تھا۔ جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابی نے کہا: ”تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟“ حضرت ام خلاد نے جواب دیا: ”اگرچہ میں اپنے بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہو گئی ہوں لیکن اپنی شرم و حیا کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ بنوں گی۔“ (حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا) کے پوچھنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ”تمہارے بیٹے کے لیے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ! وہ کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس لیے کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔“

[3]: علامت قیامت؛ آگ نکلنے کا بیان

قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ وسط عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں

کو گھیر کر ملک شام کی طرف ہانک کر لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہوگا (یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہوگا) یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہوگی اور جب صبح ہوگی اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہانک لے جائے گی۔ جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

سنن ابی داؤد میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی دس علامتیں بیان فرمائیں، ان میں سے آخری علامت یہ ہے:

"وَأَخِرُّ ذٰلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِّنَ الْيَمِينِ مِّنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسْوِقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ".

(سنن ابی داؤد: ج 2 ص 243 کتاب الملاحم۔ باب امارات الساعة)

اور آخری علامت یہ ہوگی کہ وسط عدن سے ملک یمن میں ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو میدانِ حشر (یعنی سر زمین شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ دنیاوی اعتبار سے نہایت عیش و آرام سے گزرے گا۔ کفر اور بت پرستی پھیل جائے گی اور زمین پر کوئی خدا کا نام لینے والا باقی نہ ہوگا۔ اس وقت قیامت قائم ہوگی اور حضرت اسرافیل کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔

تنبیہ: اکثر احادیث میں خروجِ نار کو قیامت کی آخری نشانی بتایا گیا ہے لیکن صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ اول نشانی قیامت کی وہ آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف نکالے گی۔ ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ گزشتہ علامتوں کے اعتبار سے یہ آخری نشانی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اس علامت کے ظہور کے بعد اب دنیا کی کوئی چیز باقی نہ رہے گی بلکہ اس کے بعد متصل نفعِ صور واقع ہوگا اس

کو اول نشانی کہا گیا۔

[4]: خواتین کی زینت و آرائش کے احکام

- 1: ناخن تراشنا۔
 - 2: زیر ناف اور بغل کے بالوں کی صفائی۔
 - 3: سر اور ابرو کے بالوں کی حفاظت۔
- ناخن تراشنے کے مسنون ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اس کا حکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرفوع میں بھی ہے۔ ناخن کاٹنے میں نظافت اور خوبصورتی پائی جاتی ہے جبکہ انہیں بڑھانے میں بد شکل درندوں سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ ان کے نیچے وضو غسل کے دوران پانی کا نہ پہنچنا، ان میں غلاظت و گندگی جمع ہونا وغیرہ یہ سب خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ سنت سے ناواقفیت اور کافروں کی دیکھا دیکھی میں بعض مسلم خواتین بھی ناخن بڑھانے کے مرض میں مبتلا ہوئی ہیں۔

ناخن کاٹنے سے متعلق آداب:

- 1: ہر جمعہ کو ناخن تراشنا افضل ہے ورنہ پندرہ دن میں اور عذر کی حالت میں چالیس دن تک گنجائش ہے، چالیس دن کے بعد نہ کاٹنا گناہ ہے۔
- 2: ناخنوں کی صفائی کا اہتمام کرنا
- 3: ناخن تراشنے کے بعد انگلیاں دھونا
- 4: دانت سے ناخن نہ کاٹنا کیونکہ اس سے برص کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔
- 5: ناخن کاٹنے کے بعد اسے دفن کرنا۔ اگر دفن نہ کر سکے تو مناسب جگہ پھینکنا۔

- 6: ناخن کاٹنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھوں کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے۔ داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے اور داہنے ہاتھ کی چھنگلی تک

ترتیب سے کاٹے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے ترتیب سے کاٹ کر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے اور پاؤں میں دائیں پاؤں کی چھنگلی سے شروع کر کے بائیں پاؤں کی چھنگلی پر ختم کرے۔

زیر ناف بال کاٹنے کے متعلق احکام:

1: زیر ناف بال اور بغلوں کی صفائی بھی عورتوں کے لیے مسنون ہے کیونکہ حدیث شریف میں اس کا حکم دیا گیا ہے اور اسی میں خوبصورتی اور جمال ہے۔ ہر ہفتہ صفائی کا اہتمام کیا جائے۔ یہ ممکن نہ ہو تو چالیس دن سے زیادہ انہیں نہ چھوڑا جائے۔

2: مسلم خواتین سے سر اور ابرو کے بالوں کا بڑھانا مطلوب ہے۔ بلا کسی ضرورت کے انہیں منڈوانا حرام ہے کیونکہ سنن نسائی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر کے بال منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ سر کے بالوں کو زیب و زینت کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے چھوٹا کرنا مثلاً ان کی حفاظت سے عورت عاجز ہو جائے یا اتنے ہو جائیں کہ عورت کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوں تو بقدر ضرورت ان کو چھوٹا کروانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر بالوں کو چھوٹا کرانے میں کافروں اور فاسقہ فاجرہ عورتوں یا مردوں سے مشابہت مقصود ہو تو حرام ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کی مشابہت سے اور عورتوں کو مردوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔

لباس کے متعلق احکام:

بہت باریک کپڑا جیسے ململ، جالی اور وہ کپڑا جس میں جسم جھلکتا ہو پہننا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح کپڑا پہننا اور نہ پہننا دونوں برابر ہیں۔ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں قیامت کے دن برہنہ شمار ہوں گی۔ اس سے ایسے کپڑے پہننے والی عورتیں مراد ہیں جو باریک کپڑا پہنتی ہیں یا پھر ان کے

کپڑے اس قدر چست اور تنگ ہوتے ہیں کہ جسم نمایاں بھی نظر آتا ہے۔ ہاں! اگر باریک کپڑے کے نیچے شمیض وغیرہ پہن لے کہ جسم نظر نہ آئے تو پھر منع نہیں ہے۔ اسی طرح عورتوں کو مردانہ جو تا، کپڑا وغیرہ پہننا اور مردانہ وضع قطع رکھنا بھی جائز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

[5]: آئینہ دیکھنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خَلْقِيْ.

(اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی: ص 148 ذکر مرآة و مشط و تدبیر راسہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: اے اللہ! جس طرح آپ نے میری شکل اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے بنا۔

انتالیسواں سبق

[1]: بے نکاحوں کے نکاح کرانے کا حکم

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِنَّ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِيهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلَيْسَتَعَفِيفَ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾

(النور: 32، 33)

ترجمہ: تم میں سے جن (مرد و خواتین) کا نکاح نہ ہو اور ان کا نکاح کراؤ اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے قابل ہوں ان کا بھی نکاح کراؤ۔ اگر یہ تنگ دست ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا ہے، سب کچھ جانتا ہے، اور جن لوگوں کو نکاح کے مواقع میسر نہیں تو انہیں پاک دامن رہنا چاہیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے بے نیاز نہ کر دے۔

[2]: کم خرچ والے نکاح کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَهٌ أَيْسَرُهُمْ وَمُؤْنَةٌ".

(شعب الایمان للبیہقی: ج 5 ص 254 باب الاقتصاد فی النفقة و تحريم اكل المال الباطل)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

[3]: چند عقائد، سنت و بدعت اور بعث بعد الموت کا بیان

عقیدہ: ایمان اس وقت درست ہوتا ہے جبکہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب باتوں کو سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی

بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کا مذاق اڑانا، ان سب باتوں سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: قرآن و حدیث کے کھلے واضح مطلب کو نہ ماننا اور اس میں سے اپنے مطلب کے معانی گھڑنا بد دینی کی علامت ہے۔

عقیدہ: گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اول تو گناہ کے قریب بھی نہ جانا چاہیے لیکن اگر بد بختی سے اس میں مبتلا ہیں تو اس گناہ کو گناہ ضرور سمجھیں اور اس کی برائی اور اس کا حرام ہونا دل سے نہ نکالیں ورنہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

عقیدہ: گناہ چاہے جتنا بڑا ہی کیوں نہ ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ: اللہ تعالیٰ سے بے خوف و نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سمجھ لینا کہ آخرت میں ہر حال میں مجھے بڑے درجات ملیں گے کوئی پکڑ نہ ہو گی یا یہ سمجھنا کہ میری ہر گز کسی طرح بخشش نہ ہو گی، یہ کفر یہ غلطی ہے۔ مسلمان کو چاہیے کہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے۔

عقیدہ: کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور ان کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ: یہ عقیدہ رکھیں کہ غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا البتہ انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی سے اور اولیاء اللہ کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں لیکن یہ باتیں علم الغیب نہیں بلکہ انباء الغیب (غیب کی خبریں) کہلاتی ہیں۔

عقیدہ: کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت، جھوٹوں پر لعنت۔ ہاں جن لوگوں کا نام لے کر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی اطلاع دی ہے ان کو کافر یا ملعون کہنا

گناہ نہیں۔

سنت و بدعت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے جو چیزیں ثابت ہیں ان کو سنت کہتے ہیں اسی طرح جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا اس کو بھی سنت کہتے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سب باتیں قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں بندوں کو بتادی ہیں۔ اب ان باتوں کے علاوہ کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

جب آدمی مر جاتا ہے اگر قبر میں دفن کیا جائے تو دفن کے بعد اور اگر دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ”منکر“ اور دوسرے کا نام ”نکیر“ ہے۔

[4]: خانگی زندگی کے مسائل و احکام

نکاح کرتے وقت رشتے کا معیار کیا ہو؟

رشتہ کرتے وقت جب نظر مال پر ہوگی، ذات برادری پر ہوگی یا محض حسن و جمال پر ہوگی، تو پھر بعد میں جھگڑے بھی ہوں گے، بے برکتی بھی ہوگی اور بے سکونی بھی ہوگی اور اگر نظر سیرت و کردار پر ہوگی، نیکی اور دینداری پر ہوگی تو اس رشتے میں اللہ کی طرف سے برکتیں بھی ہوں گی اور محبتیں بھی۔

بیوی کے کرنے کے کام:

1: خاوند کا اعتماد حاصل کرے۔

- 2: لگائی، بچھائی اور سنی سنائی باتوں سے پرہیز کرے۔
- 3: خاوند کو محبت سے تسخیر کرے۔
- 4: بچوں کی تربیت کا خیال کرے۔
- 5: خاوند کے قرابت داروں سے اچھا سلوک کرے۔
- 6: خاوند کو پریشانی کے وقت تسلی دے۔
- 7: شوہر کو صدقہ خیرات کی ترغیب دیتی رہے۔
- 8: کھانے کو ذکوہ و فکر کے ساتھ پکائے۔
- 9: کام کو وقت پر سمیٹنے کی عادت ڈالے۔
- 10: گھر کو صاف ستھرا رکھے۔
- 11: فون پر مختصر بات کرنے کی عادت ڈالے۔
- 12: خاوند کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا کرے۔
- 13: خاوند کے آنے سے پہلے اپنے آپ کو صاف ستھرا کر لے۔
- 14: گھر کے اندر ایک جگہ مصلیٰ کے لیے مخصوص کرے۔
- 15: خاوند کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی تردد نہ کرے۔
- 16: اپنے اندر صبر و تحمل پیدا کرے۔
- 17: کفایت شعاری اختیار کرے۔
- 18: ہر حال میں شوہر کا ساتھ دے۔
- 19: خاوند کی ناشکری نہ کرے۔
- 20: خاوند کو ناراض کر کے نہ سوئے۔
- 21: اپنی عزت کی حفاظت کرے۔
- 22: غیر محرم مردوں سے تعلقات نہ رکھے۔

[5]: مشکلات کے حل کے لیے دعا

اللَّهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ سَهْلًا إِذَا

شِئْتَ.

(صحیح ابن حبان: ج 3 ص 255 باب الادعیۃ. ذکر ما یستحب للمرء سؤال الباری جل وعلا

تسہیل الامور علیہ اذ اصعبت)

ترجمہ: اے اللہ! کوئی کام آسان نہیں مگر جسے تو آسان کر دے اور تو جب چاہتا ہے مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔

چالیسواں سبق

[1]: شرعی حلالہ کا ثبوت

﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَإِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٍ بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا بِمَا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُعْطِيَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُعْطِيَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَخْرُجَ زَوْجًا غَيْرَةً فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّمَا أَنْ يُعْطِيَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝﴾

(البقرہ: 229، 230)

ترجمہ: طلاقِ رجعی دو بار تک ہے اس کے بعد دستور کے موافق رکھ لینا ہے یا عہدگی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ پھر اگر وہ اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سواء دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے۔ پھر اگر دوسرا خاوند بھی اسے طلاق دیدے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ ان کو علم ہو کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے۔ یہ اللہ کی حد وہیں جنہیں وہ جاننے والے لوگوں کے لئے بیان فرما رہا ہے۔

[2]: تین طلاقوں کے بعد حلالہ شرعی کا حکم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الأَوَّلِ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 791 کتاب الطلاق. باب من اجاز طلاق الثلاث)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین

طلاق دیں، اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا۔ دوسرے شخص نے بھی اس کو طلاق دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ عورت پہلے شخص کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نہیں! جب تک پہلے شوہر کی طرح دوسرا شخص بھی اس کا ذائقہ نہ چکھ لے (یعنی ہبستری نہ کر لے)“

اس حدیث میں ”طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا“ کا جملہ ہے جس کا ظاہری تقاضا یہی ہے کہ اس عورت کو خاوند نے یہ تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی الشافعی (متوفی 852ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فَالْتَمَسْتُ بِظَاهِرِ قَوْلِهِ "طَلَّقَهَا ثَلَاثًا" فَإِنَّهُ ظَاهِرٌ فِي كَوْنِهَا حَبْمُوعَةً.
(فتح الباری لابن حجر: ج 9 ص 455 باب من جوز الطلاق الثلاث)

ترجمہ: (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تین طلاق کے تین ہونے پر) استدلال اس روایت کے الفاظ ”طَلَّقَهَا ثَلَاثًا“ سے ہے کیوں کہ یہ الفاظ اس بارے میں بالکل ظاہر ہیں کہ اس شخص نے تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں۔

اور اس حدیث کا یہی مطلب اس کا حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی الحنفی (متوفی 855ھ) بھی بیان کرتے ہیں۔

(عمدة القاری: ج 20 ص 336 باب من جوز الطلاق الثلاث)

[3]: اعتبار خاتمہ کا ہے

عقیدہ: عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا بر ابدلہ ملتا ہے۔

عقیدہ: آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے دم جب سانس ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں تو اس

وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

[4]: خانگی زندگی کے بقیہ مسائل و احکام

اکٹھی تین طلاق دے کر اپنا گھر برباد نہ کیجئے:

بغیر کسی شرعی عذر اور وجہ کے طلاق نہ دینی چاہیے۔ طلاق اللہ کو انتہائی ناپسند ہے۔ طلاق سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور شیطان خوش ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم: ج 2 ص 376 کتاب صفة القیامة۔ باب تحریش الشیطان وبعثہ سراہاہ لقتنہ

الناس)

بلاوجہ طلاق دینے سے عرش الہی لرزتا ہے۔ جو عورت بلاوجہ طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 283 کتاب الطلاق)

حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح: ص 283 کتاب الطلاق)

لہذا بلاوجہ طلاق دینا سخت گناہ ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

باہمی اختلاف میں قرآنی ہدایات:

نکاح اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ شوہر اور بیوی دونوں کو اس نعمت عظیم کی قدر کرنی چاہیے۔ خوشگوار زندگی اور نکاح کے مقاصد کے حصول کے لئے شوہر و بیوی میں سے ہر ایک کو دوسرے کے حقوق معلوم کرنا اور ان حقوق کو ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی سے ازدواجی زندگی میں سکون اور اطمینان پیدا ہو سکتا ہے۔ قرآن و حدیث میں ان حقوق کو بیان کیا گیا ہے۔

اگر خدا نخواستہ شوہر اور بیوی میں اختلاف رونما ہوا، اگر شوہر کا قصور ہو تو بلا تاخیر اسے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے اور بیوی کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور اگر قصور

بیوی کا ہو تو اللہ کی ہدایت یہ ہے کہ نرمی محبت اور پوری ہمدردی اور دل سوزی سے بیوی کو سمجھائے، شوہر کی اطاعت پر جو وعدے ہیں وہ بتائے اور نافرمانی پر جو وعیدیں ہیں وہ سنائے، معصوم بچوں کا انجام سمجھائے۔

یہ اصلاح کا پہلا درجہ ہے۔ اگر اس کوشش سے معاملہ سدھر جائے تو بہت خوب ورنہ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اپنا بستر اس سے علیحدہ کر لے ممکن ہے کہ یہ ظاہری دوری تعلق کے پختہ ہونے کا سبب بن جائے اور عورت اس کی وجہ سے اپنی بد خلقی اور نافرمانی سے باز آجائے لیکن یہ ترک صرف بستر کی حد تک ہو مکان کی جدائی نہ ہو۔ عورت کو مکان میں تنہا نہ چھوڑے۔ اگر عورت اس شریفانہ سزا و تنبیہ سے بھی متاثر نہ ہو تو تیسرا درجہ یہ ہے کہ اسے معمولی طور پر مارنے کی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر اثر نہ پڑے اور زخم وغیرہ نہ آئے۔ چہرے پر ہر گز نہ مارے۔ اس سزا کی گنجائش تو ہے مگر شریف مرد اسے اختیار نہیں کرتے جیسا کہ حدیث ہے: ”اتجھ مرد مارنے کی سزا عورتوں کو نہ دیں گے۔“ چنانچہ انبیاء علیہم السلام سے کہیں ایسا عمل منقول نہیں۔

اگر ان تین تدبیروں سے بھی کام نہ چلے اور آپس کا اختلاف ختم نہ ہو تو اب قرآنی ہدایت یہ ہے کہ مرد و عورت کے خاندان میں سے ایک ایک بندہ مقرر ہو اور وہ دونوں حکم [ثالث] میں بیوی میں اصلاح اور بھلائی کی نیت سے اخلاص کے ساتھ طرف داری کے جذبہ سے خالی ہو کر صلح کرانے کی کوشش کریں۔ جس کی غلطی ثابت ہو اس کو اپنی غلطی کے اعتراف اور اس کے اصلاح کی تاکید کریں۔ بہت ممکن ہے کہ اصلاح کی شکل نکل آئے اور دونوں کا گھر آباد ہو جائے۔

اگر یہ حکم [ثالث] کوشش کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچیں کہ دونوں کا نباہ مشکل ہے، دونوں میں رنجش اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ حقوق زوجین پامال ہو رہے ہیں

اور نبھاؤ کی کوئی شکل نظر نہ آتی ہو تو ایسی صورت حال کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1176ھ) فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں بہ جبر واکراہ (زبردستی) دونوں کو نکاح پر برقرار رکھنا بلاءِ عظیم ہے (ایسی نازک حالت میں طلاق دے دینا ہی مناسب ہے)۔

(حزب اللہ البالغۃ: ج 2 ص 398)

یہ ہدایات قرآن مجید سورۃ النساء (آیت نمبر 34 اور 35) میں مذکور ہیں۔

طلاق دینے کا صحیح طریقہ:

جب شوہر طلاق دینے کا ارادہ کرے تو طلاق کا احسن (سب سے بہتر) طریقہ یہ ہے کہ شوہر ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ کی ہو صرف ایک طلاق دے، عدت گزر جانے پر عورت شوہر سے بالکل جدا ہو جائے گی اور جہاں چاہے نکاح کر سکے گی۔ یہ طریقہ سب سے بہتر ہے۔ ایک طریقہ ”طلاق حسن“ کا بھی ہے کہ ہر ایسے طہر میں جس میں صحبت نہ کی ہو ایک ایک طلاق دیتا رہے۔

آج کل مسلمانوں میں اکٹھی تین طلاق دے دینے کا برا رواج چل پڑا ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تین طلاق کے بغیر طلاق ہی نہیں ہوتی۔ یہ بالکل غلط ہے بلکہ ایک طلاق دینے سے بھی طلاق ہو جاتی ہے اور عدت پوری ہونے کے بعد عورت بائنہ ہو جاتی ہے اور جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

تنبیہ:

آج کل لوگ جوش اور غصہ میں آکر یا غلط فہمی کی وجہ سے تین طلاق دے دیتے ہیں جب جوش اور غصہ ختم ہو جاتا ہے یا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں اور پریشان ہوتے ہیں۔ اگر صرف ایک طلاق دی ہو تو ایسی پریشانی نہ ہوگی۔ ایک طلاق دینے کے بعد شوہر، بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہے تو بہت آسان ہے کہ اگر

عدت پوری نہ ہوئی ہو تو شوہر کا صرف رجوع کر لینا کافی ہے، رجوع کر لینے سے عورت اس کے نکاح میں حسب سابق قائم رہے گی اور عدت پوری ہو گئی ہو اور دونوں ساتھ رہنے پر رضامند ہوں تو دونوں کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا کافی ہو گا، حلالہ شرعی کی ضرورت نہ ہوگی۔ البتہ ان دونوں صورتوں میں اب شوہر کو صرف دو طلاق کا اختیار باقی رہے گا۔ آئندہ کبھی ایک طلاق اور دے گا تو پھر صرف ایک طلاق کا اختیار باقی رہے گا اور اگر کبھی ایک اور طلاق دے گا تو عورت مطلقہ مغلظہ ہو کر حرام ہو جائے گی اور شرعی حلالہ کے بغیر حلال نہ ہوگی۔ اگر شوہر نے اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو شوہر گنہگار بھی ہو گا اور تین طلاق کے بعد دونوں اپنی رضامندی سے اپنا گھر دوبارہ آباد کرنا چاہیں تو شرعی حلالہ ضروری ہو گا۔ شرعی حلالہ کے بغیر یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی۔ قرآن و سنت سے یہی ثابت ہے۔ صحیح البخاری میں روایت ہے:

”حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق بتہ دے دی (یعنی تین طلاق دے دی ہیں اور صحیح مسلم کی روایت میں صراحتاً تین طلاق دینے کا تذکرہ ہے) اس کے بعد میں نے عبد الرحمن بن زبیر القرظی سے نکاح کیا اور ان کی حالت کپڑے کے پھندنے کی طرح ہے (یعنی جماع پر قدرت نہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شاید تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو (تو سن لو کہ) ابھی تم ان کے پاس نہیں جاسکتی (یعنی نکاح نہیں کر سکتی) یہاں تک کہ وہ (دوسرے شوہر) تمہارا مزہ چکھیں اور تم ان کا مزہ چکھو۔“ (مطلب یہ کہ وہ جماع کریں، اس کے بعد طلاق دے دیں تو عدت پوری ہونے کے بعد تم پہلے شوہر

رفاعہ سے نکاح کر سکتی ہو۔)

(صحیح البخاری: ج 2 ص 791 باب من اجاز الطلاق الثلاث، صحیح مسلم: ج 1 ص 463)

اس کے خلاف کرنے یا بیان کرنے والوں کے دھوکہ میں نہ آئیں اور زندگی حرام کاری میں گزار کر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ لہذا مسلمانوں کو اکٹھی تین طلاق دینے کا طریقہ بالکل چھوڑ دینا چاہیے۔ خاص کر غصہ کی حالت میں طلاق نہ دیں۔ غصہ میں شیطان انسان پر مسلط ہوتا ہے اس وقت سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اور جب طلاق دینے پر آتا ہے تو تین سے کم پر ٹھہرتا ہی نہیں۔ انسان کو چاہیے کہ غصہ کو قابو میں رکھے۔ حدیث مبارک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّ الشَّدِيدَ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ

الْغَضَبِ".

(صحیح البخاری: ج 2 ص 903 کتاب الادب باب الخذر من الغضب)

ترجمہ: پہلوان وہ شخص نہیں جو لوگوں پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔

اسی طرح مسلمانوں میں آج کل شراب نوشی کی عادت چل پڑی ہے اور شراب پینے کے بعد اکثر طلاق کے واقعات رونما ہوتے ہیں اور نشہ کی حالت میں اکثر تین طلاق دے دی جاتی ہیں جو واقع ہو جاتی ہیں اور اس کے بعد پریشانی ہوتی ہے۔ شریعت میں شراب پینا حرام ہے، شراب پینا پیشاب پینے کے برابر ہے۔ قرآن و سنت میں شراب کی بے حد مذمت بیان کی گئی ہے۔ شراب پینے کے بعد انسان ماں بہن میں فرق نہیں کر پاتا، عقل جیسی نعمت زائل ہو جاتی ہے۔ اس لیے معاشرہ میں شراب نوشی کی عادت کو بھی ختم کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ بااثر لوگوں کو اس سلسلہ میں عملی قدم اٹھانا چاہیے اور اس گناہ کبیرہ اور بری عادت سے مسلمانوں کو روکنے کی

ہر ممکن تدبیر کرنی چاہیے۔

مشورہ:

اگر طلاق دیے بغیر چارہ نہ ہو تو مناسب یہ ہے کہ طلاق دینے سے قبل کسی مستند تجربہ کار عالم یا مفتی سے مشورہ کر لیں۔ ان کے مشورہ پر عمل کریں ان شاء اللہ پیشیانی نہ ہوگی۔ بسا اوقات لوگ طلاق کا معاملہ وکیل کے پاس لے جاتے ہیں۔ وکیل بھی طلاق نامہ لکھنے میں عموماً تین طلاق لکھتے ہیں۔ ان کو بھی اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ بہت ہی شدید ضرورت ہو تو صرف ایک طلاق لکھنے پر اکتفاء کریں۔ عورت یا اس کے گھر والوں کا اصرار ہو تو ایک طلاق بائن لکھیں۔ یہ مضمون اچھی طرح سمجھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

[5]: حسن خاتمہ کے لیے دعا

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَمِتْنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ غَيْرِ
خَزَايَا وَلَا مُبَدِّلِيْنَ.

(تفسیر ابن کثیر: ج 3 ص 339 تحت تفسیر سورۃ الشعراء رقم الآیہ 83)

ترجمہ: اے اللہ! ہم کو فرمان برداری کے حالت میں زندہ رکھ اور فرمانبرداری کی حالت میں موت دے اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ فرما اس حال میں کہ نہ ہم رسوا ہوں اور نہ اپنے اعتقاد کو بدلنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ساری زندگی اپنے دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین.

یادداشت

نام.....

ولدیت.....

مکمل پتہ.....

.....

.....

اسکول / کالج / یونیورسٹی.....

تعلیم.....

الحمد للہ

میں نے یہ کورس اپنی استانی محترمہ..... سے

بمقام.....

بتاریخ..... پڑھا۔ میں بات کا عزم کرتی ہوں کہ آئندہ

زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق

گزاروں گی اور اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں کی تعلیمات سے سرمُؤخراف

نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو فتنوں اور باطل فرقوں سے

محفوظ فرمائے۔ آمین

دستخط استانی محترمہ:.....

تاریخ:.....